قَالَ النَّبِیُّ ﷺ

بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَةً (رواہ البخاری)

وعظ

الابقاء

محمّد عبد المنان غفرلہ

مکتبہ تھانوی ۔ دفتر الابقاء

از افادات

حکیم الامت مجددِ الملّت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرّہ

ضروری استدعا: الابقاء خالص دینی و اصلاحی رسالہ ہے صرف حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کے مواعظ شائع ہوتے ہیں جو معاشرہ کی اصلاح اور مسلمانوں کی دُنیا و آخرت کی فلاح و بہبود کے لیے اکسیر ہیں۔ اس وقت بے دینی کا سیلاب برق رفتاری کے ساتھ مسلمان معاشرہ پر حملہ آور ہے اس سے نئی نسل کی حفاظت اور ان میں فکرِ آخرت پیدا کرنے کے لیے الابقاء کی زیادہ سے زیادہ اشاعت انتہائی ضروری ہے لہٰذا آپ خود بھی اور اپنے احباب کو بھی الابقاء کا خریدار بنا کر فریضہ تبلیغ ادا کریں۔

ایم اے جناح روڈ، کراچی۔

متصل مسافر خانہ بندر روڈ

زرِ سالانہ............تیس ۳۰ روپے

الابقاء

برائے اشاعت و احیاء

مواعظ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

محمد عبد المنان غفرلہ

مکتبہ تھانوی۔ دفتر الابقاء

متصل مسافر خانہ بندر روڈ ایم اے جناح روڈ کراچی ۱

زرِ سالانہ تیس ۳۰ روپے

اطلاع: مضمون کے سلسلہ کی وجہ سے تمام خریداروں کا سال جنوری سے شروع کیا جاتا ہے سال کے دوران جس مہینہ میں بھی جاری کرائیں گے جنوری سے تمام رسالے بھیجے جاویں گے۔

ضروری استدعا الابقاء خالص دینی و اصلاحی رسالہ ہے جس میں صرف حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کے مواعظ شائع ہوتے ہیں جو معاشرہ کی اصلاح اور مسلمانوں کی دنیا و آخرت کی فلاح و بہبود کیلئے اکسیر ہیں۔ اس وقت بے دینی کا سیلاب برق رفتاری کے ساتھ مسلمان معاشرہ پر حملہ آور ہے اس سے نئی نسل کی حفاظت اور ان میں فکر آخرت پیدا کرنے کیلئے الابقاء کی زیادہ سے زیادہ اشاعت بے انتہا ضروری ہے لہٰذا آپ خود بھی اور اپنے احباب کو بھی الابقاء کا خریدار بنا کر تعاون فرمائیں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلغوا عنی ولو آیۃ

رواہ البخاری

سلسلہ

التبلیغ

کا

وعظ المسمّٰی بہ

الحج

حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

محمد عبد المنان عفی عنہ

مکتبہ تھانوی، دفتر الابقاء

متصل مسافر خانہ بندر روڈ کراچی

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا والا نامہ ۱/۰

البنیان المشید ترجمہ اردو البرہان المؤید

انعارف کامل ولی بے مثال الکنگ گنجینہ عوارف لدنی شیخ احمد کبیر رفاعی قدس سرہ یہ وہی شیخ احمد قدس سرہ ہیں جنکی پیدائش سے چالیس روز قبل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکے ماموں کو بشارت دی تھی کہ تمہاری بہن کے ان ایک لڑکا پیدا ہوگا اسکا نام احمد رکھنا اولیاء کرام میں وہ ایسا ہی سردار ہوگا جس طرح کہ میں انبیاء کا سردار ہوں چنانچہ آپکو وہ مرتبہ عطا ہوا تھا جو کسی دوسرے ولی اللہ کو میسر نہ ہوا ہوگا، مثلاً جب آپ ۵۵۵ھ میں زیارت بیت اللہ کو تشریف لے گئے تو سرکار رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کیلئے بھی حاضر ہوئے گنبد خضرا صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچکر آپنے باواز بلند کہا السلام علیک یا جدی، فوراً روضۂ اطہر صلے اللہ علیہ وسلم سے ندا آئی وعلیکم السلام یا ولدی، اس ندا مبارک کو سنکر آپ پر وجد طاری ہوگیا، آپکے علاوہ جتنے آدمی وہاں موجود تھے سبنے آواز کو سنا، تھوڑی دیر کے بعد آپنے دو شعر پڑھے جن کا ترجمہ تھا کہ جدائی و دوری کیحالت میں تو اپنی روح کو روضۂ اطہر صلے اللہ علیہ وسلم پر بھیجا تھا، کہ میری طرف سے آپ کے آستانہ بوسی کا شرف حاصل کرے اور جبکہ دولت دیدار مجھے اصالتاً حاصل ہو تو آپ اپنا مبارک ہاتھ دیجئے کہ میں اسے بوسہ دے کر عزت حاصل کروں، اسی وقت روضۂ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم سے دست مبارک چمکتا ہوا نکلا، اور آپنے اسے بوسہ دیا، اس وقت روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریباً نوے ہزار عاشقان جمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم مشتاقان روضۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مجمع تھا جنھوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی زیارت سے مشرف ہوئے، ان میں شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہٗ اور حضرت شیخ عدی اور حضرت شیخ عبدالرزاق حسینی واسطی جیسے جلیل القدر بزرگ بھی تھے، اس واقعہ کو اس کثرت سے علماء نے بیان کیا ہے کہ اس میں غلطی کا احتمال نہیں حضرت تھانوی قدس سرہٗ جب اس ترجمہ کا معائنہ فرمارہے تھے تو ایک روز اپنی مجلس خاص میں فرمایا کہ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ کسی کتاب کے ترجمہ سے مجھے ایسی خوشی ہوئی ہو جیسی اس کتاب کے ترجمہ سے ہوئی، ایک موقع پر یہ بھی فرمایا کہ یہ کتاب اس قابل ہے کہ سالکین روزانہ بطور ورد کے اسکا مطالعہ کیا کریں یہ کتاب نایاب ہوچکی تھی اب دوبارہ طبع کی ہے۔

اس کیساتھ روح تصوف وعطر تصوف بھی شامل ہیں جسمیں حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے موافق البرہان المؤید کے خاص قیمتی مضامین کو خلاصہ کرکے الگ کردیا گیا ہے، مناسب معلوم ہوا کہ اس کیساتھ حضرت حکیم الامتؒ کے رسالہ مبادی التصوف بھی شامل کردیا جائے جس کا مطالعہ مبتدیان سلوک کیلئے بہت مفید اور نافع ہے، اس طرح یہ مجموعہ سب ہی کیلئے کافی شافی ہوگا معرفت وحقیقت کا نایاب خزانہ ہے امید ہے کہ برادران اسلام عموماً اور برادران سلسلہ امدادیہ اشرفیہ نوری خصوصاً اس کی قدر فرمائیں گے، قیمت -/۲۵ پچیس روپیہ علاوہ ڈاک خرچہ۔

مصیبت کے بعد راحت - تمام مصیبتوں سے بچنے کی دعائیں - قیمت -/۲ روپے علاوہ ڈاک خرچ

عقد انامل - گنتی کا مسنون طریقہ - قیمت -/۲ روپے علاوہ ڈاک خرچ

سیٹ الابقاء مجلد دست کور

مجلد سیٹ ۱۹۷۶ء ۳۰/-	مجلد سیٹ ۱۹۸۲ء ۳۵/-
مجلد سیٹ ۱۹۷۷ء ۳۰/-	مجلد سیٹ ۱۹۸۳ء ۳۵/-
	مجلد سیٹ ۱۹۸۴ء ۳۵/-
مجلد سیٹ ۱۹۷۸ء ۳۰/-	
مجلد سیٹ ۱۹۷۹ء ۳۵/-	مجلد سیٹ ۱۹۸۵ء ۳۵/-
مجلد سیٹ ۱۹۸۰ء ۳۵/-	مجلد سیٹ ۱۹۸۶ء ۳۵/-
مجلد سیٹ ۱۹۸۱ء ۳۵/-	تمام
مجلد سیٹ ۱۹۸۲ء ۳۵/-	علاوہ خرچہ ڈاک

شرعی پردہ ثبات الستور اس کتاب میں صحیح ... سے پردہ کی تاکید اور بے پردگی کے برے نتائج ... ہیں تاکہ مسلمان بے پردگی سے باز آجائیں تمام مسلما... کتاب ضرور منگائیں۔ قیمت: چار روپیہ علاوہ خرچہ ...

فضائل والاحکام للشہور والایام تمام مہینو... مسلمانوں کو جو جو عمل کرنے چاہئیں صحیح احادیث سے ... کردیئے ہیں اس کتاب سے تمام مسلمانوں کو فائدہ اٹھانا چاہئیے قیمت چھ روپیہ علا...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الوعظ المسمّٰی ب الحج

این	کہاں ہوا	جامع مسجد تھانہ بھون
متٰی	کب ہوا	۳ شوال سنہ ۱۳۳۱ ہجری
کم	کتنی دیر ہوا	۳ گھنٹہ
کیف	کس ہیئت سے ہوا	منبر پر بیٹھکر
لِمَ	کیوں ہوا	حج کا زمانہ قریب تھا اسلئے اسکے ادا کی تاکید کرتے ہوئے فضائل حج کیطرف رغبت دلائی
ماذا	کیا مضمون تھا	حج سے ساری گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور حج واجب علی الفور ہے اسلئے اسمیں دیر نہ کی جائے
من ای شان	کس طبقہ کا زیادہ مجمع تھا	ہر طبقہ کو عموماً
من ضبط	کس نے ضبط کیا	شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ
المستمعون	سامعین کی تخمینی تعداد	۵۰ تقریباً
الاشتات	متفرقات	یہ وعظ اپنے مضمون میں واحد ہے عجیب علوم کا ذخیرہ ہے ۱۲-

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔ **اما بعد** فقد روی مسلم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان الاسلام یھدم ما کان قبلہ وان الھجرۃ تھدم ما کان قبلھا وان الحج یھدم ما کان قبلہ

ہر چند کہ آج طبیعت نہایت کسلمند ہے پھر مجمع بھی کم ہے اس لئے طبیعت بیان
کرنے کو نہیں چاہتی مگر چونکہ آجکل ایام حج ہیں اس لئے اس خیال سے بیان
کرتا ہوں کہ شاید اس مجمع میں کوئی ایسا شخص ہو جس پر حج فرض ہو تو وہ اس
بیان کو سُن کر حج کا قصد کر کے گناہ سے بچ جائے اسی ضرورت سے میں نے
ایک حدیث پڑھی ہے جس میں حج کی یہ فضیلت مذکور ہے کہ اس سے گناہ معاف
ہو جاتے ہیں اور یہ حدیث کئی اجزاء پر مشتمل ہے مگر اس وقت مقصود اعظم ایک جزو
ہے بقیہ اجزاء کو اس لئے پڑھ دیا گیا کہ اُن کو مقصود اعظم کے سمجھنے میں دخل ہے
اسی لئے اُن کو بھی مختصراً بیان کیا جائیگا گو مقصوداً نہ ہو ترجمہ سے اجزاء ثلثہ کا علم ہو
جائیگا فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اسلام پہلے گناہوں کو گرا دیتا ہے یعنی کسی شخص
نے کفر کی حالت میں ایک زمانہ گذارا ہو اور اُس نے کبھی خدا کا نام نہ لیا ہو اور لیا
ہو تو بے ادبی سے لیا ہو تو اسلام کے بعد سب گناہ معاف ہو جائیں گے کیا رحمت ہے
حق تعالیٰ کی کہ اب اگر یہ باغی باوجود سنگین بغاوت کے اسلام لے آئے یعنی زبان سے ۳۳
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہدے اور دل سے تصدیق کر دے جس میں دو
سکنڈ خرچ ہوتے ہیں اور کچھ دشواری بھی نہیں بلکہ نہایت آسان کام ہے اتنے
آسان کام کے کر لینے سے سالہا سال کی بغاوت اور سنگین سے سنگین جرائم ایک
دم سے معاف ہو جاتے ہیں کام اسقدر آسان ہے جس میں دو ہی جزو ہیں ایک جزو
کو تعلق ہے قلب سے ایک قلب کا کام تو بہت ہی سہل ہے اور دوسرا کام
زبان کا ہے جو دوسرے جوارح کے اعمال کی نسبت سے بہت سہل ہے کیونکہ
مشاہدہ سے یہ بات معلوم ہے کہ اگر ہاتھ پیر سے کوئی کام کیا جائے تو تھوڑی دیر میں
ہاتھ پیر تھک جاتے ہیں چنانچہ بوجھ اُٹھانے سے ہاتھ کو کلفت کا احساس ہوتا
ہے چلنے سے پاؤں کو کلفت کا احساس ہوتا ہے مگر یہ کبھی نہ سُنا ہوگا کہ زبان
سے بولنے میں زبان میں درد ہوا ہو یہ اور بات ہے کہ زیادہ بک بک کرنے
سے دماغ تھک جائے مگر زبان نہیں تھکتی یہی وجہ ہے کہ زبان سے گناہ

بہت ہوتے ہیں کیونکہ اور جتنے اعضاء ہیں وہ گناہ کرتے کرتے ایک حد پر تھک
جاتے ہیں مثلاً زنا بدکاری کب تک کرے گا آخر ایک دن عاجز ہوجائیگا مگر زبان
کیا ممکن ہے کہ کبھی تھکے؟ تو زبان کا کام سب سے زیادہ سہل ہے اور یہ سہولت
اللہ تعالیٰ نے تو اسلئے رکھی تھی تاکہ نیک کام زبان سے بکثرت ہوتے مگر جن لوگوں کی
عقل الٹی ہوتی ہے انکا ہر کام الٹا ہوتا ہے ؎ ہر چہ گیرد علتی علت شود۔ ہم نے
اس نعمت کی یہ قدر کی زبان سے گناہ بکثرت شروع کر دیئے؟ اللہ تعالیٰ نے
ایک مقام پر انسان کی یہ شکایت بیان فرمائی ہے کہ وہ نعمت کی بیقدری کرتا اور
اُس سے الٹا کام لیتا ہے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جو نمرود نے کج بحثی
کی تھی اللہ تعالیٰ اسکو اس طرح بیان فرماتے ہیں۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهِیْمَ فِیْ
رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ کہ تم نے اُس شخص کو بھی دیکھا (مراد نمرود ہے کما قالہ المفسرون
جسنے ابراہیم علیہ السلام سے خدا تعالیٰ کے بارے میں حجت لگائی (کہ خدا ہے یا نہیں)
محض اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسکو سلطنت دیدی تھی یہ تو ترجمہ ہوا۔ یہاں یہ سوال
پیدا ہوتا ہے کہ سلطنت کا دیا جانا کفر کا باعث کیسے ہوگیا تو میری سمجھ میں یہ آتا ہے
کہ مقصود یہ ہے کہ ملک تو اُسکو اسلئے دیا گیا تھا تاکہ شکر گذار ہوکر خدا پر ایمان لاتا
مگر اُس نے الٹا کیا گویا اُسکو سلطنت ناشکری کرنے کو دی گئی تھی ایسے ہی ہم لوگوں
نے نعمت زبان سے الٹا کام لیا ہے کہ اُس سے بکثرت گناہ کرتے ہیں ہم نے اُسکی
غایت مقصود کو عکس کر دیا جیسا ایک شخص نے اصلاح الرسوم کو دیکھکر کہا تھا
کہ اُس کتاب سے ہم کو بڑا فائدہ ہوا پہلے ہم کو تقریبات کے موقعہ پر بڑی دقت
ہوتی تھی کیونکہ معلوم نہ تھا کہ کیا کیا رسمیں ہوا کرتی ہیں اور ہمکو کیا کرنا چاہیئے لوگوں سے
پوچھنے کی ضرورت ہوا کرتی تھی اب آسان نسخہ مل گیا کہ اس کتاب کو دیکھکر سب رسمیں
کر لیا کرینگے تو اس نے بھی مصنف کی خلاف مقصود کتاب سے کام لیا کیونکہ مقصود
تو کتاب کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ اس سے رسوم کی اصلاح و ابطال مقصود ہے
غرض اللہ تعالیٰ نے زبان کے کام کو اسلئے آسان کیا تھا کہ اس سے عبادت ذکر و تلاوت

[illegible]

قرآن بکثرت ہو سکے چنانچہ خود ارشاد فرماتے ہیں فانما یسرناہ بلسانک لتبشر بہ المتقین وتنذر بہ قوما لدا کہ ہم نے قرآن کو آپ کی زبان میں اسلئے آسان کیا تاکہ آپ اُس سے اہل تقوی کو بشارت دیں اور جھگڑنے والوں کو ڈرائیں یعنی قرآن کے یسر کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ عمل زبان سے متعلق ہے اور غایت ومقصود یسر کا یہ ہے تاکہ آپ تبلیغ کر سکیں اسی طرح اللہ تعالی نے اسلام کو ایک سہل کام پر رکھا ہے کہ دل سے تصدیق ہو اسکے بعد زبان ہلا لو کہ وہ بھی آسان کام ہے اور یہاں سے معلوم ہو گیا کہ بعض لوگ جو سلام کے جواب میں سر ہلاتے ہیں اور زبان سے وعلیکم السلام نہیں کہتے ہیں وہ بدمذاق ہیں کہ انکا سی زبان نہیں ہلاتے وہ اسا سر ہلا دیتے ہیں ممکن ہے کوئی معقولی اُسکی یہ توجیہ کرے کہ فعل بسیط فعل مرکب سے آسان ہوتا ہے اور سر کا ہلانا فعل بسیط ہے اور زبان کا چلانا فعل مرکب ہے کیونکہ الفاظ کو مخارج سے خاص ہیئت و ترکیب کے ساتھ ادا کرنا پڑتا ہے سو جواب اُس کا یہ ہے کہ اس لحاظ سے اگرچہ سر ہلانا سہل ہے مگر جس غرض سے سلام کرتے ہیں اُس غرض وغایت کے لحاظ سے زبان ہی کا فعل آسان ہے کیونکہ سر ہلانے سے وہ غرض حاصل نہیں ہوتی سلام سے مقصود دعا ہے اور وہ بدون کلام و تکلم کے حاصل نہیں ہوتی تو جو لوگ سلام وجواب سلام میں سر ہلاتے ہیں اُن کو غایات ومقاصد سے دلچسپی نہیں اور یہی بدمذاقی کی علامت ہے بہرحال چونکہ فعل لسان وفعل قلب بہت سہل ہے اسلئے حق تعالی نے اسلام کا مدار احکام دنیا میں تو صرف زبان کے اقرار پر رکھا اور احکام آخرت میں تصدیق قلب بھی ضروری ہے اور جو افعال اُسکے علاوہ ہیں نماز روزہ حج زکوۃ وغیرہ وہ مکمل اسلام ہیں اجزاء اسلام نہیں ہیں یعنی تارک صلوۃ کافر نہیں اور یہ نکتہ اہل سنت نے سمجھا ہے کہ جب اسلام اتنی سہل چیز ہے جو زبان ہلانے سے متعلق ہے تو اُس کے اجزاء یہ امور شاقہ نہیں ہو سکتے پس مومن تارک صلوۃ اگرچہ معذب ہوگا مگر پٹ چھٹ کر کسی وقت جنت میں ضرور پہونچ جائے گا۔ پس خدا تعالی کی یہ بہت بڑی رحمت ہے کہ اسلام کو ہلکا پھلکا کر دیا حالانکہ یہ اتنی قیمتی شے ہے

کہ کوئی چیز اُسکی برابر قیمتی نہیں کیونکہ عذاب دائمی سے نجات کا مدار اسی پر ہے اور جنت کی دائمی راحت کا استحقاق اسی سے ہوتا ہے اگر یہ سب سے زیادہ دشوار ہوتا تو بجا تھا مگر قربان جائیے رحمت حق کے کہ سب سے زیادہ ضروری چیز کو سب سے زیادہ آسان کر دیا مگر صاحبو! اس رحمت کے اندر خدا کا ایک بڑا قہر بھی ظاہر ہو رہا ہے وہ یہ کہ اتنا آسان کام کافر کو بہت ہی مشکل ہے کتنا تو سہل کام مگر کافر سے نہیں ہو سکتا اُس کو گردن دیدینا جان کا برباد کرنا آسان ہے مگر اسلام لے آنا آسان نہیں آپ سمجھے کہ یہ حجاب کس چیز کا ہے؟ یہ حجاب قہر الٰہی کا ہے اسیوجہ سے اہل اللہ خدا کے قہر سے ہر وقت لرزاں ترساں رہتے ہیں اسی لئے کام کرنے والوں کو چاہیئے کہ اپنے اعمال کو اپنا کمال نہ سمجھیں بلکہ خدا تعالیٰ کا احسان سمجھکر شکر کریں کہ انہوں نے ہم سے کام لے لیا ورنہ ہماری کیا طاقت تھی۔

؎ منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی
منت شناس ازو کہ بخدمت بداشت

۶ کام کرنے والوں کو دین کا کام کرنے سے دو مرض پیدا ہو جاتے ہیں ایک کبر دوسرا تواضع مفرط کبر تو یہ ہے کہ وظیفہ پڑھ کر اپنے اُوپر نگاہ کرنے لگے نماز پڑھ کر بے نمازیوں کو حقیر سمجھنے لگے تو اے نمازی تو بے نمازی کو حقیر نہ سمجھ؟ کیونکہ ؎

تا غافل مرو کہ مرکب مردان مرد را
در سنگلاخ بادیہ پیہا بریدہ اند
نومید ہم مباش کہ رندان بادہ نوش
ناگہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند

یعنی اپنے اُوپر نگاہ مکرو کیونکہ تکبر کیوجہ سے بڑے بڑے عابدوں کے قدم توڑ دیئے گئے کہ منزل مقصود پر نہ پہونچ سکے رستہ ہی سے واپس کر دیئے گئے شیطان اور بلعم باعور وغیرہ کی حالت اُسکی نظیر ہے اور نا امید بھی نہ ہو کیونکہ بعض دفعہ شراب خوار ایک آہ سے بہت دور پہونچ گئے ہیں میرے ایک دوست نے ایک شخص کی حکایت بیان کی جو مار ہرہ کا رہنے والا تھا اور تمام بازیوں کا جامع اور ساری بد معاشیوں کا مجموعہ تھا جتنے بُرے کام تھے سب اُس کے اندر موجود تھے مگر ایک مرتبہ دفعتہً اُس کی زبان سے یہ نکلا کہ ہائے میرا کیا انجام ہوگا؟ اُس کے بعد زبان تو بند ہو گئی

اور آنکھوں سے دریا کا دہانہ کھل گیا ؎

یارب چہ چشمۂ ایست محبت کہ من ازاں — یک قطرہ آب خوردم و دریا گریستم

غرض روتے روتے اُس کا بُرا حال ہوا نہ کھانے کا ہا نہ پینے کا تین روز تک برابر روتا رہا اور تین دن کے بعد مر گیا معلوم ہوتا ہے کہ خوف آلہی نے اُس کے جگر کے ٹکڑے کر دیئے اور دل پھاڑ دیا تھا اسلئے واقعی وہ شہید اکبر ہوا محبت کا تیر بھی عجیب ہے کہ جب کسی کے لگتا ہے تو یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ کہاں سے آیا کدھر سے آیا مگر دل و جگر سے پار ہو جاتا ہے ؎

درون سینۂ من زخم بے نشان زدہٗ — بحیرتم کہ عجب تیر بے کمان زدہٗ

اس شخص کی حکایت پر مجھے ایک اور قصہ یاد آگیا جو میرے ایک اور دوست نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص سفر حج میں تھا مگر حالت یہ تھی کہ ہاتھ میں دف تھا اور گاتا بجاتا رہا تھا کسی نے کہا کہ میاں حج کے راستہ میں ناچنا گانا کیسا ؟ اُس نے کہا تم کیا جانو واقعی کوئی کسی کی حالت کو کیا جانے ؎

بگوش گل چہ سخن گفتۂ کہ خنداں ست — بعندلیب چہ فرمودۂ کہ نالان ست

ہر شخص کا خدا تعالیٰ سے ایک تعلق ہے جس کو دوسرے نہیں جانتے غرض جس وقت یہ شخص مکہ میں پہونچا اور اسکے رفقاء معلم کی ساتھ خانہ کعبہ کے طواف کو چلے تو دروازہ مسجد حرام پر پہونچکر مطوف نے کہا ھذا بیت اللہ یہ بیت اللہ ہے اسکی نظر جو دوسرے کعبہ پر اور غلاف کعبہ پر پڑی ہے اسپر وجد طاری ہو گیا اور کہنے لگا ؎

چو رسی بکوئے دلبر بسپار جان مضطر — کہ مبادا بار دیگر نرسی بدیں تمنا

یہ شعر پڑھا اور جان بحق تسلیم ہو گیا واقعی اس سے بڑھکر جان دینے کا وقت اور کونسا ہوگا جب یہ حالت ہے تو تم کس بات پر کسی کو حقیر سمجھتے ہو ہاں یہ جائز ہے کہ برا کام کرنے والے پر غصہ کرو اس سے بغض کرو مگر اپنے سے کم تر سمجھو اور اگر کبھی تمکو کسی کی سزا و تادیب کیواسطے مقرر کیا جائے تو خبردار اپنے کو اُس سے اچھا ہرگز نہ سمجھنا ممکن ہے کہ وہ خطاوار شاہزادہ کی مثل ہو اور تم نوکر جلاد کے درجہ

میں ہو جس کے متعلق سزا کا کام اور اس کے اختیارات ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ خطا وار شاہزادہ کو بادشاہ جلاد کے ہاتھوں سزا دلوائے تو جلاد اُس سے افضل نہیں ہوسکتا شاہزادہ سزا کے بعد بھی شاہزادہ ہی ہے اور جلاد نوکر ہی کے درجہ میں ہے پس کسی سے اپنے کو افضل نہ سمجھو جب اُسکے عیب پر نظر پڑے اپنے عیب کو دیکھ لو اسی کو جامی فرماتے ہیں ؎

جامی چہ لاف می زنی از پاکدامنی ؎ برخرقۂ تو ایں ہمہ داغ شراب چیست

عارف فرماتے ہیں ؎ نقد صوفی نہ ہمہ صافی بےغش باشد ؛ ای بسا خرقہ کہ مستوجب آتش باشد

تقدس کا دعویٰ ہرگز جائز نہیں اپنے خرقہ کو اور اپنی عارفانہ باتوں کو ایسا سمجھو ؎

ایں خرقہ کہ من دارم در رہن شراب اولے ؎ زیں دفتر بےمعنی غرق مئے ناب اولے

تکبر سے بچنا لازم ہے کسی کو حقیر و ذلیل نہ سمجھو شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا غوث اعظم جیلانی قدس سرہٗ کے حال میں ایک کتاب لکھی ہے اسمیں ایک حکایت بڑی عبرت کی لکھی ہے کہ حضرت غوث اعظمؒ کے ایک خادم بیان کرتے ہیں کہ ایک رات کو حضرت تہجد سے فارغ ہو کر خانقاہ سے باہر ایک طرف کو چلے میں بھی پیچھے پیچھے اس طرح ساتھ ہو لیا کہ حضرت شیخ کو میری اطلاع نہو اور کسی خدمت کی ضرورت ہو تو جلدی سامنے حاضر ہوسکوں یہانتک کہ شہر پناہ بغداد کے دروازہ پر پہونچے جو مقفل تھا قفل خود بخود کھل گیا اور جب میں بھی باہر ہو گیا تو دروازہ خود بخود بند ہو گیا یہانتک کہ تھوڑی سی دیر میں ہم ایک شہر میں پہونچ گئے جو بغداد کے قریب کبھی نہیں دیکھا گیا اس شہر میں تھوڑی دور چل کر ایک مکان میں پہونچے وہاں ایک مجمع تھا حضرت غوث اعظم کو دیکھکر سب حضرات کھڑے ہو گئے ایک سمت سے آواز کراہنے کی آرہی تھی جو تھوڑی دیر میں منقطع ہو گئی پھر کچھ پانی گرنے کی آواز آتی رہی پھر ایک چھوٹی سی جماعت ایک جنازہ کو لیکر باہر نکلی اور حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اس کے بعد وہ آدمی اُس جنازہ کو لیکر چلے گئے اور حاضرین میں سے ایک بزرگ نے حضرت غوث اعظم سے سوال کیا کہ ان کی جگہ کس کو مقرر کیا جائے آپنے گردن جھکائی اور کچھ وقفہ کے بعد فرمایا کہ قسطنطنیہ کے کنیسہ میں اس وقت ایک نصرانی صلیب پرستی کر رہا ہے

اُس کو مقرر کیا جاوے تھوڑی ہی دیر میں ایک عیسائی حاضر ہوا جس کے گلے میں زنار پڑا ہوا تھا حضرت شیخ نے حکم دیا کہ زنار توڑ دو اور اس کو غسل دیدو غسل کے بعد فرمایا کہو اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ اُس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا اُس کے بعد حضرت شیخ نے فرمایا کہ اُن کی جگہ اُس کو مقرر کر دیا جائے یہ خادم بڑا حیران ہوا پھر صبح سے پہلے دونوں خادم و مخدوم اسی طرح بغداد میں پھر خانقاہ میں پہونچ گئے صبح کی نماز کے بعد جب حضرت شیخ معمولات سے فارغ ہو کر حجرہ سے باہر تشریف لائے تو خادم نے رات کے واقعہ کا تذکرہ کیا کہ مجھے اس واقعہ کی حقیقت نہ معلوم ہونے سے بڑی حیرت ہے حضرت شیخ نے فرمایا کیا تم میرے ساتھ تھے کہا جی ہاں ہو فرمایا وہ مقام جہاں ہم گئے تھے شہر موصل ہے یہاں سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے واسطے زمین کو سمیٹ دیا تھا اور وہ جماعت ابدال کی تھی اور جس کا وہ جنازہ تھا وہ بھی ابدال میں سے تھا اُن کی جگہ دوسرے کو مقرر کرنے کی ضرورت تھی اس لئے میں وہاں گیا تھا پھر جو کچھ ہوا وہ تو تمہارے سامنے ہوا غرض خدا تعالیٰ کا دربار عجیب ہے وہ بعض دفعہ ایسے شخص کو قبول فرما لیتے ہیں جس کی نسبت گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ مقبول بارگاہ ہوگا وہ دربار بڑا غنا کا دربار ہے جسکی شان یہ ہے ؎

ہر کہ آید گو بیا و ہر کہ خواہد گو برو دار و گیر و حاجب و درباں دریں درگاہ نیست

مگر غنا کے معنی یہ نہیں کہ وہاں اندھیر ہے انتظام نہیں ہے جس کا یہ عقیدہ ہو وہ توبہ کرے کیونکہ یہ عقیدہ کفر ہے اور جس کا عقیدہ یہ نہیں وہ بھی ایسے الفاظ سے احتراز کرے جن سے اس معنی کا ایہام ہوتا ہے جیسے بعض لوگ کسی شخص کی جوان موت پہ کہدیا کرتے ہیں کہ میاں خدا کی ذات بڑی بے پرواہ ہے اس موقعہ پر اس کلمہ سے متبادر یہی ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ خدا کو کسی پر رحم نہیں نہ مصالح و حکم کی رعایت ہے نہ کسی بات کا انتظام ؟ صاحبو خدا تعالیٰ سے زیادہ انتظام کرنے والا کون ہوگا جس کی شان قدرت یہ ہے اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ یَسْجُدَانِ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِیْزَانَ اور اُسکی شان یہ ہے وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ اور یہ شان ہے

الذی خلق فسوی والذی قدر فہدی نظام عالم کی پختگی اور اُس کی مضبوط رفتار
احکم الحکمین کے نظام کامل پر خود شاہد ہے یہ تو جملہ معترضہ تھا میں یہ کہہ رہا تھا کہ کام
کرنے والوں میں دو مرض پیدا ہو جاتے ہیں ایک تکبر جس کا ابتک بیان ہوا دوسرے
تواضع مفرط یعنی بعض اس حدتک تواضع کرتے ہیں کہ اپنے اعمال صالحہ کی بیقدری
کرنے لگتے ہیں کہ ہمارے اعمال کیا ہیں کچھ بہی نہیں تواضع بہت عمدہ شے ہے کیونکہ
عبدیت کے آثار سے ہے اور عبدیت مطلوب ہے بلکہ تمام مطالب میں اعلیٰ مقام
عبدیت ہی کا ہے مگر بعض دفعہ تواضع اس طرح کی جاتی ہے کہ اُس سے اپنے اعمال
کی بیقدری اور تحقیر ہوتی ہے اور تحقیر اعمال کے ساتھ درپردہ خداتعالیٰ کی شکایت
بہی ہوتی ہے مثلاً بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگرچہ ہم نماز پڑھتے ہیں مگر اُس میں خشوع تو ہے
ہی نہیں ذکر کرتے ہیں مگر انوار بالکل نہیں ہیں گویا خدا کی شکایت کررہے ہیں کہ دوسروں
کو تو انوار دیئے ہمکو نہیں دیئے سو یاد رکھو کہ جہاں خداتعالےٰ نے ان اللہ لا یحب
کل مختال فخور فرمایا ہے وہاں اما بنعمۃ ربک فحدث بہی فرمایا ہے کہ خداتعالیٰ
کی نعمت کو بیان کرو اور اُسکی نعمت کی قدر و عظمت کرو اس مقام پر بہت سے ناواقف
شریعت کی تعلیم سے گھبرا اُٹھتے ہیں کہ تواضع کرو تو عمل کی تحقیر ہوتی ہے اور عمل کی قدر کرو
تو حکم یہ ہے کہ دعویٰ نکرو اور اسی حالت میں کسی بیباک نے کہدیا ہے

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ... باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

مگر یہ لوگ محقق نہیں بخدا ساری شریعت اگر نظر تحقیق سے دیکھی جائے اُسکی مصداق ہے۔

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم ... کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

صاحبو! تمام شریعت اس کا مصداق ہے یرید اللہ بکم الیسر یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے
ساتھ آسانی کرنا چاہتے ہیں دشواری نہیں چاہتے اور ایک مقام پر خود ہمکو یہ دعا تعلیم
فرمائی گئی ہے ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا
ما لا طاقۃ لنا بہ (ترجمہ) اور اے پروردگار ہمارے اُوپر ایسا بوجھ نہ لادیئے جیسا
ہم سے پہلے لوگوں پر لادا گیا ہے اور اے ہمارے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ لادیئے جس کی

دربرداشت کی) ہمکو طاقت نہیں اور حدیث میں ہے کہ یہ سب دعائیں قبول ہوچکی ہیں پس شریعت میں تحمل سے زیادہ کوئی حکم نہیں اور جو شخص کسی حکم شریعت کو تحمل سے باہر کہتا ہے وہ نصوص قرآنیہ کی تکذیب کرتا ہے شریعت تمامتر سہل ہے ہاں کسی کی آنکھیں چوندھی ہوں کہ حسن شریعت اُسکو نظر نہ آتا ہو تو کوئی کیا کرے حدیث میں ہے جئتکم بالحنیفیۃ السمحۃ البیضاء لیلھا ونھارھا سواء میں تمہارے پاس ایسی آسان اور روشن شریعت لایا ہوں جس کا رات دن برابر ہے (یعنی اوامر و نواہی سب آسان ہونے میں یکساں ہیں اور سب حکمتوں اور مصلحتوں سے لبریز ہیں) اسی لئے میں تو اکثر یہ کہا کرتا ہوں ؎ نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم ✦ چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

اور مولانا فرماتے ہیں ؎

کوئے نومیدی مرو کامیدہاست — سوئے تاریکی مرو خورشیدہاست

اب اُس اشکال کا حل سنئے وہ یہ ہے کہ تم یوں کہو اے اللہ آپکا شکر ہے کہ آپنے ہم کو نماز کی توفیق دی ورنہ ہماری کیا مجال تھی جو آپ کی بندگی کر لیتے ؎

واللہ لولا اللہ ما اھتدینا — ولا تصدقنا ولا صلینا

اب شکر و تواضع دونوں جمع ہو گئے دعوی بھی قطع ہو گیا اور اعمال کی بیقدری بھی نہوئی اسی کو مولانا فرماتے ہیں ؎

بحر تلخ و بحر شیریں ہمعناں — درمیاں شاں برزخ لا یبغیاں

اسی لئے کامل ... ہے جو اپنے اعمال صالحہ کو ظاہر کرے اخفاء کا اہتمام نہ کرے تاکہ اما بنعمۃ ربک فحدث پر عمل ہو جائے ہاں متوسط کو اظہار مضر ہوتا ہے مگر وہ اس لئے کہ اُسکی نظر میں اغیار ہیں اور کامل کی نظر سے اغیار مفقود ہو چکے ہیں وہ نہ کسی کے واسطے کوئی عمل کرتا ہے نہ کسی کی وجہ سے کسی عمل کو ترک کرتا ہے اُس کی نظر صرف ایک ذات پر ہے اُن سب مخلوق اُسکی نظر سے غائب ہیں اُس کے نزدیک آدمی میں اور مسجد کی دیوار اور بوریئے میں کچھ فرق نہیں پھر وہ کس سے چھپکر عمل کیوں کرے کسی نے مسجد کی دیوار سے بھی اخفاء کا اہتمام کیا ہے دوسرے عارف کو ہر چیز مظہر حق اور ہر ذرہ جمال حق

نظر آتی ہے اور اخفا ہوتا ہے غیر سے اس لئے اُس کو کسی سے اخفا کا اہتمام نہیں اسی کو ایک عارف فرماتے ہیں ؎

ہر چہ بینم در جہاں غیر تو نیست — یا توئی یا خوئے تو یا بوئے تو

توئی سے ذات مراد ہے اور خوئی تو سے صفات اور بوئے تو سے افعال مراد ہیں مطلب یہ ہے کہ عالم میں بعض دفعہ تو عارف کو ذات حق کا مشاہدہ بلا واسطہ بلا کیف ہوتا ہے مثلاً اوقات خلوت و عبادت میں کبھی بواسطہ ہوتا ہے کیونکہ جتنی مخلوقات ہیں اُن میں صفات حق کا ظہور ہو رہا ہے اور تصرفات حق جلوہ نما ہیں پس عارف ہر چیز پر نظر ڈالتے ہوئے یہ دیکھتا ہے کہ اسمیں خداتعالیٰ کی کس صفت کا ظہور ہوا ہے صفت جمال کا یا صفت جلال کا اور حق تعالیٰ نے اُسکی ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے اور کس طرح تصرف فرمائے ہیں تو اب کوئی چیز اُسکے لئے حاجب حق نہیں بلکہ آئینہ جمال و جلال حق ہے اسی لئے ایک عارف نے کسی شاعر کا جو یہ قول سنا ؎

گلستاں میں جاکر ہر اک گل کو دیکھا — نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے

تو فوراً اُسکی یوں اصلاح کی ؎

گلستاں میں جاکر ہر اک گل کو دیکھا — تیری ہی سی رنگت تیری ہی سی بو ہے

مولانا اسی مضمون کو ایک مثال سے واضح کر کے بیان فرماتے ہیں ؎

ما ہمہ شیران ولے شیر علم — حملہ شان از باد باشد دمبدم

حملہ شان ونا پیداست باد — انچہ ناپیداست ہرگز کم مباد

یعنی ظاہر میں ہم بھی شیر معلوم ہوتے ہیں مگر ہم ایسے شیر ہیں جیسے جھنڈے پر شیر کی تصویر ہوتی ہے کہ جس وقت ہوا سے جھنڈا ہلتا ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ شیر حملہ کر رہا ہے لیکن شیر کا حملہ تو نظر آتا ہے ہوا نظر نہیں آتی اسی طرح یہاں سمجھو کہ ظاہر میں تم کام کرتے ہوئے نظر آتے ہو مگر حقیقت میں کوئی دوسری قوت ہے جو تمکو نچا رہی اور تم سے کام لے رہی ہے لیکن تم تو نظر آتے ہو اور وہ کام لینے والا نظر نہیں آتا مگر دل میں اُسکا یقین ضرور ہے اور اُسی کی بابت دعا فرماتے ہیں انچہ ناپیداست ہرگز کم مباد۔ یعنی از دل ما۔ کہ جو کام لینے والا نظر نہیں آتا خدا کرے اُسکی یاد ہمارے دل سے کم نہو یہ تفسیر حضرت حاجی صاحب

قدس اللہ سرہٗ کے پاس ہو تجکو معلوم ہوگئی ورنہ یہ شعر حل ہی نہوتا تھا۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔ ؎

دو دہاں داریم گویا ہمچو نے | یک دہان نہان ست در لب ہائے وے
یک دہاں نالان شدہ سوئے شما | ہائے دھوئے در فگندہ در سما

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ؎

من چو کلکم درمیان اصبعیں | نیستم در صف طاعت بین بین

کہ ہماری ایسی مثال ہے جیسے انگلیوں کے درمیان قلم ہوتا ہے کہ بظاہر کتابت قلم سے ظاہر ہو رہی ہے مگر حقیقت میں کام لینے والا دوسرا ہے اگر وہ کام نہ لے تو قلم کی کیا مجال ہے کہ ایک حرف بھی لکھ سکے چونکہ یہ حقائق عارف پر منکشف ہیں اس لئے غیر پر اسکی نظر نہیں رہتی پھر وہ کس سے اپنے عمل کو چھپائے ظاہر میں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اخفاء عمل عمدہ حالت ہے مگر کمال یہ ہے کہ اظہار ہو مگر دعوی نہ ہو اور اس سے بڑھکر کمال یہ ہے کہ اگر دعوی بھی ہو مگر اپنے اوپر نظر نہ ہو شاید بعض لوگ اسکو نہ سمجھے ہونگے اسلئے میں ۱۳
اُس کی تفصیل کرتا ہوں کہ دعوی اور تکبر بھی وہ ممنوع ہے جس میں اپنے اوپر نظر ہو اگر اپنے اُوپر نظر نہو بلکہ خدا تعالی پر نظر ہو تو بعض مقامات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صورت دعوی اور صورت تکبر کو جائز فرمایا ہے حدیث میں ہے کہ دو مقام میں تکبر جائز ہے ایک صف قتال میں دوسرے صدقہ دیتے ہوئے تو ظاہر میں یہ تکبر معلوم ہوتا ہے مگر اصل میں وہ شخص اسوقت منصور کے مثل ہے کہ انہوں نے انا الحق کہا تھا مگر وہ اُس وقت شجرہ طور کے مثل تھے شجرہ طور سے بھی انی انا اللہ رب العلمین نکل رہا تھا مگر کیا وہ درخت اپنے کو خدا کہہ رہا تھا ہرگز نہیں بلکہ کہنے والے حق تعالی تھے شجرہ محض واسطہ اور آلہ تھا اسی طرح منصور کی زبان سے جو انا الحق نکلا اُسوقت وہ خود نہ کہہ رہے تھے بلکہ اللہ تعالی اُن کی زبان سے تجلی کلامی فرمارہے تھے آخر اس میں تعجب کیا ہے؟ جب شجرہ کی زبان سے اللہ تعالی نکلا فرما سکتے ہیں تو منصور کی زبان سے کیوں نہیں فرما سکتے اسی طرح ایک بزرگ کے پاس ایک شخص اپنے لڑکے کو لایا جو اندھا پیدا ہوا تھا اور کہا حضرت اس کے لئے

دعا کر دیجئے انہوں نے فرمایا کہ کیا میں عیسیٰ علیہ السلام ہوں جو اندھوں کو سوانکھا کر دوں
وہ شخص مایوس ہو کر چلا گیا تو دفعتہً ان بزرگ کی زبان سے نکلا بازآرید ما کنیم ما کنیم ما کنیم
کہ اُسکو واپس لاؤ ہم اُسکو اچھا کر دیں گے ہم کر دیں گے چنانچہ خدام نے یہ سنکر اُس شخص
کو واپس بلایا آپ نے دعا کی اور بچہ کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ بینا ہو گیا اُس کے
بعد کسی خادم نے پوچھا کہ اول تو آپ نے اس شخص کی درخواست کو اس سختی کیساتھ
رد کیا تھا کہ میں عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہوں اور اسکے بعد اس دعوی کیساتھ فرمایا ما کنیم
ما کنیم اُنہوں نے جواب دیا کہ یہ لفظ میں نے نہیں کہا بلکہ جب میں نے یہ جواب دیا کہ
میں عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہوں تو مجھے الہام کے ذریعہ سے عتاب ہوا کہ کیا عیسیٰ علیہ
السلام اندھوں کو اچھا کرتے تھے جو تم نے یہ جواب دیا بلکہ ہم اچھا کرتے تھے اور ہم اب بھی موجود
ہیں پھر تم نے یہ جواب کیوں دیا اس الہام میں حق تعالیٰ کی طرف سے یہ ارشاد ہوا تھا ما کنیم
ما کنیم وہی بیساختہ میری زبان پر جاری ہو گیا تو اس واقعہ میں یہ بزرگ بھی مثل شجرۂ طور کے
تھے اور ان کا حال بھی مثل منصور کے تھا اسلئے صورت دعویٰ بعض صورتوں میں جائز ہے ۱۴
جو حدیث میں مذکور ہیں اور حقیقی دعویٰ حرام ہے پس اظہار عمل مطلقاً نقص نہیں اور نہ اخفاء
عمل مطلقاً کمال ہے بلکہ نقص جب ہے کہ اپنے اوپر نظر ہو اور کمال جب ہے کہ اپنے
اوپر نظر نہو بلکہ صرف خالق جل وعلا پر نظر ہو پس گو اخفائے عمل متوسط کے لئے محمود
ہے مگر کمال نہیں مگر متوسط کیلئے بھی فرض نماز کو تنہائی میں ادا کرنا جائز نہیں کیونکہ
فرض سے قرب زیادہ ہوتا ہے اور زیادہ قرب میں اخفاء نہیں ہوا کرتا چنانچہ جو شخص
بادشاہ کا زیادہ مقرب ہوتا ہے بادشاہ بر سر دربار اُسکے درجہ اور منصب کو ظاہر کرتا
ہے اور جسکو کم قرب ہوتا ہے اُسکے قرب کو بر سر دربار ظاہر نہیں کیا جاتا غرض فرض نماز
چونکہ خاص قرب کا وقت ہے اسلئے اُس کا اخفاء جائز نہیں بلکہ اشاعت فرض ہے
اور جو لوگ اسواسطے اپنے اعمال صالحہ کا اخفاء کرتے ہیں تاکہ لوگ ملامت نہ کریں اور
یوں نہ کہیں کہ یہ بزرگ بننا چاہتا ہے یا ریاکاری کرتا ہے اُنکو اس خیال سے بھی اخفاء
نہ کرنا چاہیئے بلکہ اپنے کام میں لگیں اور ملامت سے نہ ڈریں کیونکہ عاشق کو ملامت محبت سے

مانع نہیں ہوا کرتی بلکہ ملامت سے تو عشق کی گرم بازاری ہے ؎

خوشا رسوائی کوئے ملامت | نسازد عشق را گنج سلامت

متنبی کہتا ہے ؎

عذل العواذل حول قلبی التائہ | وھوی الاحبۃ منہ فی سودائہ

بلکہ محبت تو بعض دفعہ چھپانے سے بھی نہیں چھپتی ؎

می تواں داشت نہاں عشق ز مردم لیکن | زردیٔ رنگ رخ و خشکیٔ لب را چہ علاج

یہ تو عشق مجازی کی حالت ہے اور عشق حقیقی کے متعلق مولانا فرماتے ہیں ؎

نور حق ظاہر بود اندر ولی | نیک بیں باشی اگر صاحب دلی

تو جب اعمال صالحہ کو تکلف کی ساتھ چھپانیکی بھی اجازت نہیں الا لعذر خاص تو اُن
کی بیقدری اور تحقیر کی کب اجازت ہو سکتی ہے رہا یہ کہ نماز میں خشوع نہیں اور ذکر
وغیرہ میں انوار نہیں اسلئے ہم اُنکو کالعدم اور حقیر سمجھتے ہیں میں کہتا ہوں کہ خشوع نہ ہوا انوار
نہ ہوں جب بھی تم اعمال کی بیقدری نکرو کیونکہ بلا بودے اگر اینہم نہ بودے اگر یہ بھی نہ ہوتے 15
تو کیا ہوتا یہ تھوڑی نعمت ہے کہ تم نماز تو پڑھتے ہو گو ناقص ہی سہی اللہ کا نام لیتے ہو
گو اعلیٰ درجہ میں نہ سہی ہاں تکمیل میں سعی کرتے رہنا لازم ہے مولانا جامی سے کسی نے کہا
کہ فلاں شخص ریا سے ذکر کرتا ہے فرمایا وہ تم سے پھر بھی اچھا ہے کہ خدا کا نام تو لیتا ہے
تم تو ریا سے بھی خدا کا نام نہیں لیتے قیامت میں اُس کا ذکر ریائی ٹمٹماتا ہوا چراغ بنکر پلصراط
سے اُسکو پار کر دیگا مگر تمہارے پاس تو ٹمٹماتا ہوا چراغ بھی نہیں یہ ہیں محقق لوگ جو اعمال
صالحہ کی اتنی قدر کرتے ہیں غرض کام کرنے والے سے پھر بہت اچھا ہے کہ کچھ کرتا تو
ہے اور جو بالکل نہیں کرتا وہ تو بالکل محروم ہے حضرت مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلوی
رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے ایک مجمع صلحاء کے بارے میں جو ایک دینی کام کے لئے اٹھے
تھے مگر ناکام رہے طعن کے طور پر کہا کہ ان لوگوں نے ناحق اس میدان میں قدم ڈالا بھلا
کیا حاصل ہوا تو مولانا نے اُس کے جواب میں سودا کا یہ قطعہ پڑھ دیا ؎

سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہکن | بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا

اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا — کس منہ سے اپنے آپکو کہتا ہے عشق باز

بس اپنے نیک اعمال کی تحقیر و بیقدری بھی نہ کرو اور نہ اپنے آپ کو بزرگ اور بڑا سمجھو بلکہ اپنی ایسی مثال سمجھو جیسے بادشاہ کسی چمار کو قیمتی موتی دیدے ظاہر ہے کہ اس صورت میں چمار اپنے کو چمار ہی سمجھے گا اور موتی کو موتی سمجھے گا یہ نہیں کہ موتی کے آجانے سے وہ اپنے کو سید یا پٹھان سمجھنے لگے یا موتی کو اپنے ہاتھ میں آنے سے کانچ سمجھنے لگے اگر ایسا کریگا تو عتاب شاہی میں گرفتار ہوگا ہاں یہ ضرور ہے کہ موتی ملنے کے بعد اُسکو پہلے سے زیادہ بادشاہ کا خوف ہوگا کہ مجھکو بڑی شے ملی ہے خدا خیر کرے اور مجھے اُس کی حفاظت کی توفیق دے ایسا نہ ہو کہ مجھ سے اُسکی حفاظت و قدردانی میں کوتاہی ہو جائے اور بادشاہ ناراض ہو اسی طرح جسکو نماز کی توفیق ہوگئی ہے وہ نماز کو حقیر نہ سمجھے کیونکہ وہ تو بڑا قیمتی جوہر ہے مگر اپنے کو چمار ہی سمجھے اور نماز کی حفاظت و قدر میں پوری کوشش کرے کیونکہ قانون الٰہی یہ ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ اگر میری نعمت کی قدر کروگے تو اور زیادہ دونگا اور بیقدری کروگے تو سن لو کہ میرا عذاب بہت سخت ہے اگر نعمت میں ترقی چاہو تو اُسکی قدر کرو کیونکہ ناشکری سے نعمت سلب ہو جاتی ہے اور نعمت کا شکر یہ بھی ہے کہ اُسکو ظاہر کرو مگر دعویٰ و تکبر نہ کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو اس طرح جمع فرمایا ہے انا سید ولد آدم ولا فخر میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور فخر سے نہیں کہتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہتا ہوں حضرات انبیاء اور اولیاء کاملین کی زبان سے جو ایسی باتیں نکلتی ہیں درحقیقت اسوقت وہ خود نہیں کہتے بلکہ اللہ تعالیٰ اُن سے کہلواتے ہیں اور اسوقت اُن کے دل میں تکبر کا شائبہ بھی نہیں ہوتا کیونکہ اسوقت وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سفیر ہوتے ہیں اور سفیر ادائے سفارت کیوقت جو کہتا ہے اپنے مالک کی طرف سے کہتا ہے جیسے آپنے دیکھا ہوگا کہ ایک اردلی حاکم کیسامنے بڑے بڑے رؤسا اور نوابوں کو نام لیکر پکارتا ہے کہ فلاں شخص حاضر ہے اور یقیناً وہ جانتا ہے کہ اس رئیس اور نواب کیسامنے میری کچھ بھی ہستی نہیں مگر حاکم کے حکم سے اجلاس کیوقت وہ سب کا نام لیکر پکارتا ہے پس ایسی تواضع

ف اگر تم شکر کرو گے تو تمکو زیادہ نعمت دونگا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔ پ ۱۳ ع ۱۶ ابراہیم ۱۶

اختیار کرو جسمیں اعمال کی بیقدری نہو اور تکبر سے ہمیشہ بچو کیونکہ جو کچھ اعمال تم کر رہے ہو خود نہیں کر رہے ہو بلکہ اللہ تعالیٰ تم سے کام لے رہے ہیں اُنہوں نے تمہارے واسطے اُسکو آسان کر دیا ہے اگر وہ آسان نکرتے تو تمہاری کیا مجال تھی دیکھو! اسلام کسقدر آسان ہے مگر اُسی کیلئے آسان ہے جس پر خدا نے اُسکو آسان کر دیا ورنہ کفار اسلام کیوں نہیں لے آتے معلوم ہوا کہ جسکو وہ توفیق ندیں اُسکو آسان کام بھی دشوار ہے یہی حال نماز کا ہے چنانچہ خود فرماتے ہیں وَاِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ اَنَّهُم مُلٰقُوا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رَاجِعُونَ ه کہ نماز بیشک گراں ہے مگر خاشعین پر گراں نہیں اسکے بعد فرماتے ہیں کہ خاشعین کون ہیں؟ وہ وہ لوگ ہیں جو لقاء اللہ کا یقین رکھتے ہیں واقعی یہ عجیب کلام ہے کہ دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے تفصیل اُسکی یہ ہے کہ نماز کی گرانی کا سبب زیادہ تر یہ ہے کہ نفس آزادی کا عادی ہے اور نماز میں پابندی ہے اور ظاہری پابندی نفس پر اتنی گراں نہیں جتنی باطنی پابندی گراں ہے کہ نماز میں سب طرح کے خیالات سے خالی ہوکر صرف نماز کی یا خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے کیونکہ نفس تو میدان خیالات میں چکر لگانے کا عادی ہے تو اس کا علاج یہ ہے کہ نفس کو سکون کا عادی بنایا جائے کیونکہ العلاج بالضد اور حرکت کی ضد سکون ہی ہے پھر سکون کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ نفس کو تمام خیالات سے خالی کیا جائے ایک یہ کہ کسی ایک خیال میں لگا دیا جائے جس سے دوسرے خیالات خود دفع ہو جاوینگے ظاہر ہے کہ پہلی صورت دشوار ہے جو نفس راتدن خیالات میں چکر لگانیکا عادی ہے وہ تمام خیالات سے دفعتہً خالی کیونکر ہو سکتا ہے اسلئے سہل تدبیر یہی ہے کہ اُسکو کسی ایک خیال میں مستغرق کر دیا جائے خاصکر ایسے خیال میں جو ہادم لذات و ہادم جملہ خیالات ہو حق تعالیٰ نے خشوع کا یہی طریقہ تعلیم فرمایا ہے کہ خاشعین وہ ہیں جو لقاء اللہ کا یقین رکھتے ہیں یعنی مراقبہ آخرت میں مشغول ہیں اور مراقبہ آخرت کا جمنا بھی دفعتہً سہل نہیں کیونکہ آخرت مشاہد نہیں اور غیر مشاہد کا خیال دیر سے دل میں جمتا ہے اسلئے اُس کا طریقہ یہ بتلایا کہ اَنَّهُم اِلَيْهِ رَاجِعُونَ کا مراقبہ کیا جائے یعنی موت کا اور موت کے واقعات راتدن مشاہدہ سے

گذرتے رہتے ہیں پس اول موت کا مراقبہ کیا جائے اور اسکو راسخ کرلیا جائے یہ ایسا مراقبہ ہے جو دنیا سے دل سرد کردیگا اور تمام خیالات کو ختم کردیگا پھر لقاء اللہ کا مراقبہ کیا جائے کہ مرنے کے بعد ہم خدا کے سامنے کھڑے ہونگے وہاں حساب کتاب اعمال کا ہوگا جو شخص اس مراقبہ کا عادی ہو جائیگا اُسکو سکون قلب حاصل ہو جائیگا کیونکہ جس دل میں خدا کی یاد جم جاتی ہے پھر سب خیالات اُسکے اندر سے نکل جاتے ہیں ۵

ماند الا اللہ و باقی جملہ رفت　　　　مرحبا اے عشق شرکت سوز رفت

راحقر جامع عرض کرتا ہے کہ اس تقریر کا حاصل یہ ہے کہ تکمیل نماز کیلئے مراقبہ موت و مراقبہ لقاء اللہ کا عادی ہونا چاہیئے اور میرا ذوق یہ کہتا ہے کہ آیت میں یہ مراد ہے کہ عین نماز کے اندر ہی اس مراقبہ میں قلب کو مشغول کیا جائے جس کی صورت یہ ہے کہ نمازی نماز کی ہیئت میں غور کرے کہ میں جو تمام دنیا سے رخ پھیر کر ہاتھ باندھکر اس طرح کھڑا ہوں کہ نہ کسی سے بات کرسکتا ہوں نہ کسی کی طرف دیکھ سکتا ہوں نہ کھا پی سکتا ہوں اسکی وجہ یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوں اور اُن سے عرض معروض کررہا ہوں پھر قیام کی حالت میں یہ سوچے کہ خدا تعالیٰ کے مجھ پر کسقدر احسانات و انعامات ہیں جنکا شکریہ میرے ذمہ واجب ہے اور سورۂ فاتحہ پڑھتے ہوئے یہ سوچے کہ میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شکریہ ادا کررہا اور اُسکی ربوبیت کا اقرار اور اپنی عبدیت کا اعتراف کررہا ہوں اور اسی عبدیت پر قائم رہنے اور اہل عبدیت کے طریقہ پر چلنے کی دعا کررہا ہوں اور جو لوگ طریق عبدیت سے بہک گئے اور لعنت و غضب کے مستحق ہوگئے ہیں اُن کے طریقہ سے بیزاری کا اظہار کررہا ہوں اور جو قانون الٰہی تکمیل طریق عبدیت کیلئے نازل ہوا ہے اُس پر ہمیشہ چلنے کا عہد کررہا ہوں فاتحہ کے بعد سورت پڑھنے کا یہی مطلب ہے پھر جب رکوع میں جائے تو یہ سوچے کہ میری پیدائش اسی مٹی اور زمین سے ہے جو میرے پاؤں تلے ہے زمین کی خاک سے جیتا جاگتا سمیع و بصیر انسان پیدا ہو جانا محض خالق جل وعلا کی قدرت ہے اور جسکی پیدائش زمین کی خاک اور اُسکی نباتات وغیرہ سے ہوا اُسکو عبدیت اور بندگی کے سوا کچھ زیبا نہیں بڑائی اور بزرگی صرف خالق جل وعلا کو زیبا ہے جو تمام عیوب سے

بڑی ہے اسی لئے نماز میں بار بار اللہ اکبر کہا جاتا ہے کہ اے خدا ہم نے آپ کی عظمت کیسامنے اپنے خیالی عزت کو قربان کر دیا پھر سجدہ میں جاتے ہوئے یہ سوچے کہ مجھے ایکدن زمین کے اندر پیوند ہونا ہے اور اسوقت خدا کے سوا میرا ساتھ دینے والا کوئی نہو گا دنیا سے میرا نام بھی مٹ جائیگا اور نشان بھی اُسکے بعد دوسرے سجدہ میں یہ تصور کرے کہ گویا میں مر چکا اور خدا سے ملگیا ہوں اب خدا کے سوا کوئی میری ساتھ نہیں پھر جلسہ تشہد میں یہ سوچے کہ مرنے کے بعد پھر ایک زندگی ہوگی جہاں اسلام اور اعمال واقوال و احوال صالحہ ہی کام آئیں گے جو اللہ کے واسطے کئے گئے ہوں اور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جملہ انبیا وحضرات ملائکہ اور تمام نیک بندوں کی عزت ظاہر ہوگی کہ وہ گنہگاروں کی شفاعت کریں گے لہذا اُن پر سلام بھیجکر اُن سے تعلق پیدا کرنا چاہیئے پھر چونکہ امت محمدیہ کو سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ تعلق ہے اسلئے اخیر رکعت میں آپ پر خصوصیت کے ساتھ درود شریف پڑھنا چاہیئے جب یہ تصور جم جائے تو اسکے بعد جلسہ میں یوں تصور کرے کہ گویا مرنے کے بعد یہ میدان قیامت میں 19
حاضر ہوا ہے اور تمام اعمال وافعال واقوال جو دنیا میں کئے میرے اُسکے سامنے ہیں جنمیں سے وہی کام آسکے ہیں جو اللہ کے واسطے کئے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیا وصلحاء و ملائکہ کی جماعت کیسامنے ہے جو دربار الٰہی میں حاضر ہیں اور میں ان سب پر درود شریف وسلام بھیج رہا ہوں اور آخیر میں اپنے لئے کامیابی ونجات وفلاح کی دعا کر رہا ہوں اور اسی واسطے آیت میں لفظ یظنون اختیار کیا گیا ہے حالانکہ لقاء اللہ کا تو اعتقاد جازم فرض ہے محض ظن کافی نہیں مگر چونکہ مقصود یہ ہے کہ نماز میں لقاء اللہ ورجوع الی اللہ کا استحضار کیا جائے اور یہ استحضار درجہ وقوع میں لازم نہیں بلکہ اسکا ظن اور تصور ہی نماز میں کافی ہے کہ گویا میں اسی وقت خدا کے سامنے حاضر ہوں اور مر گیا ہوں یا مرنے والا ہوں اور گویا میں سیوقت عالم آخرت میں حاضر ہوا اس واسطے لفظ ظن اختیار کیا گیا اس طرح نماز پڑھنے سے خشوع

؏ اس تکلف کی حاجت نہیں لفظ ظن لغۃً عام ہے ہر خیال یقینی اور ظنی اور وہمی اور واقعی اور غیر واقعی کو کما لا یخفی علی من تتبع موادہ فی القرآن ۱۲ -

حاصل ہو جائے گا اور تمام خیالات وساوس قلب سے نکل جائیں گے واللہ تعالی اعلم
۱۰ جامع ، صاحبو! قرآن عجیب کیمیا ہے جس میں سارا کام مفت ہی ہے مگر ذرا سی نگہداشت
ہمارے ذمہ ہے اور جتنے طریقے سلوک کے ہیں جو دوسرے مذاہب میں معمول بہا ہیں اُنکی
مثال اُس کیمیا کے مشابہ ہے جس میں لاکھوں روپیے خرچ کئے جائیں اور مال میں کا بھی حاصل
نہو اور شریعت مقدسہ کی کیمیا ایسی ہے جسمیں نفع ہی نفع ہے نقصان کچھ نہیں شریعت
مقدسہ نے بڑے سے بڑے کام کو بھی ایسا آسان کر دیا ہے کہ پھول سے زیادہ ہلکا ہو گیا
ہے مگر توفیق نہو تو وہ بھی سخت مشکل ہے غور تو کیجیے کہ اسلام میں کیا دشواری ہے رحمت
ہی رحمت اور سہولت ہی سہولت ہے مگر توفیق رفیق نہو تو بہت مشکل ہے ایک تو یہ جزو ہے
اجزاء ثلثہ مذکورہ فی الحدیث میں سے جس کا بیان کرنا مقصود نہ تہا مگر چونکہ جزو مقصود
الحج یہدم ماکان قبلہ کیلئے معین تہا جیسا عنقریب اسکا بیان ہونا ہے اسلئے اسکا مفصل
بیان کر دیا گیا۔ دوسرا جزو یہ ہے الہجرۃ تہدم ماکان قبلہا کہ ہجرت بھی پہلے گناہ
گرا دیتی ہے ہجرت کے معنی ہجرت دار خوف سے دار امن کی طرف کیونکہ دار الکفر دو قسم
کے ہیں ایک دار الخوف جسمیں شعائر السلام ظاہر کرنے پر مسلمانوں کو قدرت نہو بلکہ اس
اظہار میں جان و مال کا خطرہ ہو دوسرا دار الامن جہاں سلطنت تو کافر کی ہے مگر مسلمانوں
کو مذہبی آزادی حاصل ہے کہ وہ شعائر اسلام کو بےخوف و خطر ظاہر کر سکتے ہیں اور ہجرت
اُس دار الکفر سے فرض ہے جو دار الخوف بھی ہو اور دار الکفر دار الامن ہو وہاں سے ہجرت
فرض نہیں تو جاہلوں کا یہ شبہ دور ہو گیا کہ اگر ہندوستان دار الکفر ہے تو یہاں سے
ہجرت کیوں نہیں کیجاتی اس شبہ کا جواب ہمارے اُستاد محقق و مدقق مولانا محمد یعقوب
صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خوب دیا تہا کہ مکہ معظمہ سے جبکہ وہ دار الحرب تہا پہلی ہجرت
صحابہ نے حبشہ کی طرف کی ہے جہاں اُسوقت تک اسلام موجود نہ تھا پس حبشہ بھی اس
وقت دار الحرب تہا اور وہاں جانیوالوں کو مہاجر کہا گیا اور صحابہ وہاں ہجرت کر کے اسی
واسطے گئے کہ وہ دار الامن تہا اور اُنکی یہ ہجرت معتبر ہوئی اور اُنکو ہجرت کا ثواب بھی ملا
پھر ان صحابہ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو ان کا لقب ذوالہجرتین ہوا پس معلوم ہوا کہ دار الامن

گو دارالایمان نہو بلکہ دارالکفر ہی ہو وہاں سے ہجرت کرنا فرض نہیں بلکہ وہ تو خود ہجرت گاہ بن سکتا ہے ہاں اسمیں شک نہیں کہ دارالایمان کی طرف ہجرت کرنا افضل ہی مگر ادائے فرض کیلئے دارالامن کی طرف ہجرت ہی کافی ہے جو شخص دار خوف سے دارالامن کی طرف بھی ہجرت نکرے وہ تارک فرض ہے اور اسی کیلئے سخت وعید ہے اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّلَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ؏

(ترجمہ) جن لوگوں کی جانیں فرشتے اس حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں پر (ترک ہجرت سے) ظلم کرنیوالے تھے اُن سے ملائکہ نے کہا کہ تم کس کام میں تھے انہوں نے جوابدیا کہ ہم اس سرزمین میں محض مغلوب اور کمزور تھے فرشتوں نے کہا کیا خدا کی زمین فراخ نہتی کہ تم اُس کے کسی حصہ میں ہجرت کر جاتے (اس کا اُن کے پاس کچھ جواب نتھا) ان لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بُری جائے بازگشت ہے ہاں مگر وہ مرد اور وہ عورتیں اور بچے جو واقعی مغلوب و کمزور تھے جو نہ کوئی تدبیر (ہجرت کی) کر سکتے تھے اور نہ اُنکو کوئی راہ ملتی تھی اُنکو امید ہے کہ خدا تعالیٰ معاف کر دیں اور اللہ تعالیٰ تو معاف کرنیوالے مغفرت کرنیوالے ہی ہیں (وہ عذاب کیلئے بہانہ نہیں ڈھونڈھتے بلکہ اُسی کو عذاب کرتے ہیں جو بلا وجہ گناہ کا مرتکب ہو ۱۲) جو لوگ محض ترجمہ دیکھکر محقق بننے کا دعویٰ کرتے ہیں اُنکو عسی اللہ ان یعفو عنہم میں امید کے لفظ سے یہ شبہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے اس مضمون کو شک کیساتھ کیوں بیان فرمایا اُنکو تو اپنے فعل کا یقین ہے پھر یقینی بات کو یقین کے لفظ سے بیان کرنا چاہئے تھا اس کا جواب یہ ہے کہ تم نے محض ترجمہ دیکھا ہے قرآن کو سمجھا نہیں ہے اسواسطے یہ شبہ ہوا تم کو چاہئے کہ پہلے یہ بھی دیکھ لو کہ یہاں متکلم کون ہے اور مخاطب کون ہے سو ظاہر ہے کہ متکلم حق تعالیٰ شانہٗ احکم الحاکمین ہیں پس خدا تعالیٰ کے کلام کو شاہانہ محاورات پر منطبق کر کے دیکھو نہ عامیانہ محاورات پر منطبق

نہ کرو اور شاہانہ محاورات میں وعدہ جازمہ کیلئے بھی امید ہی کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے
اسی سے ڈپٹی صاحب دہلوی کے ترجمہ کی غلطی معلوم ہو گئی جنہوں نے دہلی کے بازاری
زبان میں قرآن کا ترجمہ کیا ہے چنانچہ ایک جگہ ٹامک ٹوئیاں مارنا استعمال کیا ہے
ایک جگہ کبڈی کھیلنا لکھا ہے اور سب جانتے ہیں کہ یہ الفاظ شاہی زبان میں ستعمال
نہیں ہوتے مترجم قرآن کو لازم ہے کہ ترجمہ میں شاہانہ طرز و انداز کو ہاتھ سے نہ دے
جو قرآن کا خاص طرز ہے عربی داں طبقہ خوب جانتا ہے کہ قرآن کی زبان کیسی پرشوکت
اور کس قدر با سطوت ہے دوسرے یہ دیکھو کہ مخاطب کلام کے کون ہیں سو ظاہر
ہے کہ مخاطب بندے ہیں اور بندہ کا فرض یہ ہے کہ اخیر دم تک امید و بیم ہی میں رہے
کسی وقت جلال شاہی سے بیخوف نہو اسی لئے حکام مقدمات میں اخیر تک فریقین
کو امید و بیم ہی میں رکھتے ہیں فیصلہ کے دن ظاہر ہوتا ہے کہ کون کامیاب ہے
اور کون ناکام ایسے ہی یہاں بھی فیصلہ کے دن سے پہلے یعنی قیامت سے پہلے
۲۲ بندوں کو امید و بیم ہی میں رکھا گیا ہے اتنا فرق ہے کہ حکام تو اپنی غرض کیواسطے
ایسا کرتے ہیں اور حق تعالے نے بندوں کے فائدہ کیلئے ایسا کیا ہے کیونکہ بندہ
کو اگر کسی وقت اطمینان ہو جائے کہ میں جنتی ہوں تو وہ جرائم سے نڈر ہو جائے گا
اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ میں جہنمی ہوں تو وہ نا امید ہو کر بھلائی سے بالکل دور جا پڑیگا
اور اسمیں علاوہ اسکے نقصان کے نظام عالم کے درہم برہم ہو جانیکا بھی اندیشہ ہے کیونکہ
کثرت جرائم سے نظام کا درہم برہم ہونا ظاہر ہے غرض ہجرت کی یہ فضیلت ہے کہ اس
سے گذشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور یہ ہجرت متمم اسلام ہے کیونکہ بغیر اسکے اسلامی
کام نہیں ہو سکتے اور ظاہر ہے کہ اعمال اسلامیہ ہی سے اسلام کامل ہوتا ہے اور ہجرت
گو ظاہر میں دشوار ہے کیونکہ وطن اور خاندان کا چھوڑنا آسان نہیں مگر واقع میں سہل ہے
کیونکہ یہ تو معلوم ہو چکا کہ ہجرت اسی وقت فرض ہے جب مسلمان اپنے مذہب اور شعائر
مذہب کو بجا نہ لا سکے اور جو شخص مذہب پر عمل کرنے سے روکے وہ باپ بھی ہو تو باپ ہے
کیونکہ انسان کو مذہب سب سے زیادہ عزیز اور پیارا ہوتا ہے اسی لئے اہل مذہب ہمیشہ

اپنے مذہب کی حفاظت وحمایت کیلئے جانوں کی قربانیاں کرتے رہے ہیں تیسرا جزو الحج یہدم ما کا قبلہ ہے اور اسی کا بیان مقصود ہے اب میں حسب وعدہ یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ جزئین اولین جزو ثالث کیلئے کس طرح معین ہیں تو بات یہ ہے کہ اس لفظ سے کہ حج پہلے گناہوں کو گرا دیتا اور مٹا دیتا ہے حج کی فضیلت معلوم ہوئی فرضیت معلوم نہیں ہوئی اور مقصود فرضیت کا بیان اصالۃً ہے اور فضیلت کا تبعاً اس لئے جزئین اولین کو میں نے بیان کر دیا کیونکہ وہ دونوں اثبات فرضیت میں اس طرح معین ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کو دو چیزوں کے ساتھ مقرون فرمایا ہے اور وہ دونوں فرض ہیں اس سے بعض اصولیین کی رائے پر تو یہ معلوم ہوا کہ حج بھی فرض ہے کیونکہ بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم امور متناسبہ ہی کو جمع فرماتے ہیں البتہ اگر کوئی مستقل دلیل عدم اشتراک کی ہو تو اسوقت یہ ظاہر حجت نہ ہوگا اور جن اصولیین نے اس اقتران فی الذکر کو حجۃ نہیں سمجھا وہ بھی اس اہمیت ہونے سے انکار نہیں کر سکتے تو اگر دال علی الافتراض نہ ہو تاہم اسمیں معین ضرور ہے اور افتراض دلیل مستقل سے ثابت ہے دوسرے یہ کہ یہاں جو فضیلت حج کی مذکور ہے وہ بہت ہی بڑی فضیلت ہے جو ظاہراً فرض کے لائق ہے یعنی پہلے گناہوں کو مٹا دینا گرا دینا چنانچہ حج سے پہلے جن امور کیلئے یہ فضیلت بیان کیگئی ہے وہ دونوں بھی فرض ہیں پس حج کا بھی فرض ہونا اقرب ہے اور یہ دلیل مستقل نہیں ہے بلکہ دوسرے ادلۂ فرضیت کیلئے مؤید ہے اور فرضیت دوسرے دلائل سے ثابت ہے غرض یہ بات معلوم ہے کہ حج فرض ہے اس اقتران سے ظاہراً اور دوسرے دلائل سے نصاً میں اسپر آپ کو اسوقت متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی کے ذمہ حج فرض ہو تو وہ سستی نہ کرے کیونکہ اور عبادات اگر وقت پر ادا نہوں تو فوراً ہی انکی قضا ہو سکتی ہے بخلاف حج کے کہ یہ اگر وقت پر ادا نہوا تو پھر سال بھر کے بعد اسکا وقت آئیگا اور سال بھر بڑی مدت ہے کیا خبر سال بھر تک زندگی ہے یا نہیں پس وقت کو غنیمت سمجھو اسی لئے حدیث میں ہے اغتنم خمسا قبل خمس فراغک قبل شغلک وحیاتک قبل موتک الحدیث

فراغت کیوقت کو مشغولی سے پہلے غنیمت سمجھو زندگی کو موت سے پہلے غنیمت سمجھو ؎

خوشا وقتے و خرم روزگارے ۔ کہ یارے برخورد از وصل یارے

صاحبو! فراغت کیوقت کو غنیمت سمجھو اس طرح ٹالنے سے کبھی کام نہو گا یہ خیالات چھوڑ دو کہ یہ کام ہو جائے تو ہم توجہ کو جائیں تمکو کیا خبر ہے کہ آئندہ سال دوسرا کام نہ نکل آئیگا دنیا کے دھندے کبھی ختم نہیں ہو سکتے متنبی کہتا ہے ؎ لا ینتہی ارب الا الی ارب ۔

ایک عارف فرماتے ہیں ؎

ہر شبے گویم کہ فردا ترک ایں سودا کنم ۔ باز چوں فردا شود امروز را فردا کنم

یہانتک کہ اسی طرح ایکدن موت کا وقت قریب آجائیگا اور اسوقت کہنے لگیگا رب لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصلحین ہ کہ اے پروردگار مجھے تھوڑی سی مہلت اور کیوں نہ دیدی کہ میں صدقہ خیرات کر لیتا اور نیک بندوں میں داخل ہو جاتا حق تعالیٰ اس کا جواب دیتے ہیں ولن یؤخر اللہ نفسا اذا جاء اجلہا واللہ خبیر بما تعملون ہ کہ جب وقت آجاتا ہے پھر حق تعالیٰ کسی کو مہلت نہیں دیتے اور اللہ تعالیٰ تمہارے ۲۴
کرتوتوں سے پوری طرح خبردار ہیں (کہ اگر تم کو مہلت دی جاتی تو تم اُس مہلت کو بھی یوں ہی برباد کرتے جیسے ساری عمر کو برباد کیا تھا) صاحبو! دنیا کے جھگڑے تو یوں ہی چلتے رہیں گے ان سے فراغت تو مرنیکے ساتھ ہی ہوگی ع کار دنیا کسے تمام نکرد ع ہر کہ آمد عمارت نو ساخت اگر کام کرنا چاہتے ہو تو اس کا طریقہ صرف یہ ہے کہ ان جھگڑوں کو بیچ ہی میں چھوڑ دو اور کام میں لگ جاؤ حضرات اہل اللہ ایسا ہی کرتے ہیں چنانچہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں جب جذبۂ حق پیدا ہوا تو سلطنت کو بیچ ہی میں چھوڑ کر الگ ہو گئے نہ کسی کو اپنا قائم مقام کیا نہ کچھ انتظام کیا کہ وزراء وغیرہ خود انتظام کر لیں گے اسی کے مناسب ایک بڑی بی کا قصہ سُنا ہے کہ مدت سے پہلے جب کراچی کا سفر حاجیوں کو بہلی میں کرنا پڑتا تھا کیونکہ ریل اُس وقت تک جاری نہ ہوئی تھی تو پچاس سو بہلیاں ساتھ مل کر چلتی تھیں تاکہ ڈاکوؤں سے امن رہے تو ایک دفعہ اسی طرح حاجیوں کی بہلیاں رہی تھیں کہ ایک بڑی بی نے جو جنگل میں بکریاں چرا رہی تھی بہلیوں کو دیکھکر پوچھا کہ میاں یہ کسکی

بارات ہے لوگوں نے کہا بارات نہیں ہے بلکہ حاجی لوگ اللہ کے گھر جا رہے ہیں یہ سُن کر بڑھیا کے دل میں جاذبہ حق پیدا ہوا اور اُس نے کہا پھر ہم بھی اللہ کے گھر کی زیارت کریں گے یہ کہکر بیلیوں کے ساتھ ہوگئی اور بکریوں کو وہاں ہی میدان میں چھوڑا اُنکو گھر تک بھی نہ پہونچایا واقعی سچ ہے ؎

تا ندانی ہر کرا یزداں بخواند از ہمہ کار جہان بیکار ماند

اور ؎

آنکس کہ ترا شناخت جانرا چہ کند فرزند و عیال و خانمانرا چہ کند

پھر بڑھیا کی ہمت تو دیکھئے کہ لاٹھی کے سہارے پیدل قافلہ کے ساتھ ہوگئی واقعی اپنے وقت کی رابعہ تھی اور رابعہ نہ تھی تو خامسہ تو ضرور تھی بات یہ ہے کہ اہل اللہ کی ہمت بہت بلند ہوتی ہی ہمارے حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت تھی کہ اسّی برس کی عمر ہوگئی تھی اور یوں تو ابتداہی سے حضرت نحیف الجثہ تھے مگر بڑھاپے میں اور بھی ضعف زیادہ ہوگیا تھا لیکن نماز کو جب کھڑے ہوتے تھے تو ذرا ضعف نہ معلوم ہوتا تھا بڑی لمبی لمبی رکعتیں پڑھتے تھے گویا بزبان حال یوں فرماتے تھے ؎

ہر چند پیر خستہ و بس ناتواں شدم ہر گہ نظر بروئے تو کردم جواں شدم

یہی حالت اس بڑھیا کی تھی کہ باوجود بڑھاپے کی ہمت ایسی تھی کہ جوانوں کو بھی مات کر دیا اور عشاق کی ہمت بلند ہونیکا راز یہ ہے کہ ان کو اپنی سی کوشش کر لینا مقصود ہوتا ہے کامیابی ہو یا نہ ہو اُن کا مذاق یہ ہے ؎

دست از طلب نہ دارم تا کام من برآید یا تن رسد بجاناں یا جاں زتن برآید

اسلئے وہ ہر مشکل سے مشکل کام کیلئے تیار ہو جاتے ہیں اور وہ اُنکی نظر میں مشکل نہیں ہوتا کیونکہ وہ سمجھے ہوئے ہیں کہ ہمارا کام تو طلب ہے اور اپنی ہمت کےموافق عمل شروع کر دینا آگے پورا ہونا نہ ہونا یہ ہمارے قبضہ میں نہیں یہ دوسرے کے قبضہ میں ہے اس سے ہمکو کیا سروکار ؎

پئے جستجو چاہیئے کہ تگ و دو لگی رہے ملنے کا اور نہ ملنے کا مختار آپ ہے

جب بڑھیا قافلہ کے ساتھ ہوگئی تو لوگوں نے اُسکو بہت سمجھایا کہ بیت اللہ بہت دور ہے

ایک دو منزل نہیں کہ تم پیدل وہاں پہونچ جاؤ مگر اُس کا یہ حال تھا کہ جوں جوں نصیحت
کرتے اُس کا شوق دونا ہوتا تھا ؎

ناصحا مت کر نصیحت دل مرا گھبرائے ہے
میں اسے سمجھوں ہوں دشمن جو مجھے سمجھائے ہے

لوگوں نے کہا کہ ہمارے بھروسہ پر نہ چلنا ہم بہلی میں سوار نہ کریں گے ہمارے پاس گنجائش
نہیں اُس نے ڈانٹ کر جواب دیا کہ میں تمہاری بہلیوں کے بھروسہ پر نہیں چلتی ہوں اپنے
خدا کے بھروسہ پر چلتی ہوں چنانچہ ایک بڑی مسافت پیادہ طے کی سبکو حیرت ہو گئی پھر
لوگوں نے ترس کھا کر بڑھیا سے کہا کہ اچھا بہلی میں سوار ہو جاؤ اُس نے کہا ہرگز نہیں میں
سوار نہ ہونگی اور میں تو تمہارے ساتھ بھی نہ ہوتی الگ پیتی جاتی مگر عورت ذات ہوں
میرا الگ تنہا سفر کرنا مناسب نہیں دوسرے مجھے رستہ بھی معلوم نہیں بس تمہاری
رفاقت صرف اسلئے گوارا کی ہے اور کچھ مقصود نہیں مگر لوگوں نے خوشامد شروع کی
منتیں کیں تب سوار ہو گئیں جب کراچی پہونچے تو جہاز کے مالک نے کہا کہ میں الگ
الگ ہر شخص سے کرایہ نہیں کرتا بلکہ پورے جہاز کا کرایہ کرتا ہوں کیونکہ حجاج کم ہیں اگر ۲۶
پورے جہاز کا کرایہ ادا کرو تو میں چل سکتا ہوں ورنہ نہیں اب تمہیں اختیار ہے جسکو
چاہو خود سوار کرو مجھے ہر شخص سے الگ الگ کچھ واسطہ نہیں لوگ سمجھ گئے کہ یہ بڑی بی
کی پہلی کرامت ہے پھر خیال ہوا کہ جہاز میں تو اُسکے لئے یہ سامان ہو گیا آگے جدہ سے کیا
انتظام ہوگا جب جہاز میں سوار ہوئے تو بچوں میں بیماری پھیل گئی اور بڑی بی نے
پھر دم کرنا شروع کیا جس پر دم کر دیا فوراً اچھا ہو گیا اب تو اُسکی طرف بہت رجوعات
ہوئیں اور خوب نذرانے ملے کہ بہت روپئے اسکے پاس جمع ہو گئے اور آرام سے جدہ
پھر مکہ معظمہ پہونچیں حج سے فراغت ہوئی تو حجاج نے مدینہ کا قصد کیا بڑی بی بھی قافلہ
کی ہمراہ پیدل چل پڑی ایک منزل تو پیادہ طے کی اگلے دن کوچ سے پہلے ایک رئیس عورت
کی بہن کا انتقال ہو گیا جسکی جگہ اونٹ پر سوار ہونیکے لئے ایک عورت کی اُسکو تلاش ہوئی کیونکہ
اونٹ پر شغدف میں دو آدمی سے کم سوار نہیں ہو سکتے میزان برابر کرنے کیلئے دو آدمی ضروری
حکیم صاحب کے نوکر عورت کی تلاش میں تھے کہ بڑی بی کے سوا کوئی عورت نہ ملی وہ

وہ ان کے پاس آئے کہ بیگم صاحبہ آپ کو یاد کرتی ہیں۔ بڑی بی نے بے رخی سے جواب دیا
کہ جاؤ میں نہیں آتی کون بیگم میں نہیں جانتی مگر زیادہ اصرار سے ان کے پاس آئیں بیگم
نے کہا کہ میں آپ کو بمنزلہ ماں کے سمجھوں گی آپ میری سرپرستی قبول فرمائیں اور میرے
ساتھ اونٹ پر سوار ہو جائیں میں ہر طرح آپ کے تمام مصارف کا تحمل کرونگی اور
علاوہ مصارف کے اپنی اس مرنیوالی بہن کا تمام ترکہ بھی آپ کو دونگی کیونکہ اسکی وارث
صرف میں ہی ہوں اور کوئی نہیں غرض بڑی خوشامدوں کے بعد بڑی بی راضی ہوئیں
اور راحت و آرام کے ساتھ شغدف میں سوار ہو کر مدینہ پہونچیں پھر اسی بیگم کیساتھ جدہ واپس
آئیں اور اسی کے خرچ سے جہاز میں سوار ہو کر کراچی پہونچیں اور اسکی بہن کا ترکہ لیکر
جسمیں نقد و زیور و کپڑا بہت کچھ تھا اپنے وطن واپس آگئیں حافظ محمد یوسف صاحب
جو اس قصہ کے ناقل ہیں فرماتے تھے کہ ہمارا جہاز بعد میں کراچی پہونچا بڑی بی ہم سے بھی
پہلے پہونچ گئیں جب کراچی پر اترکر ہم بہلیوں کے راستہ سے چلے تو بڑی بی کے گاؤں
میں پہونچکر ہم نے دریافت کیا کہ یہاں کی ایک بڑھیا حج کو اس طرح ہماری ہمراہ ۲۷
ہو گئی تھی وہ آگئی یا نہیں تو اس کے بیٹے ملے اور کہا وہ تو بالکل خیریت سے ہیں اور بہت
دن پہلے اپنے گھر پہونچ گئی ہیں اور بہت سامان ساتھ لائی ہیں انہوں نے پوچھا کہ ہم تو
انکے پیچھے کیا حال ہوا کہا ہم نے شام تک اُن کا انتظار کیا جب دیر ہو گئی تو جنگل پہنچکر
دیکھا سب بکریاں صحیح سالم ہیں مگر بڑی بی نہیں ہیں ان کو ہر طرف بہت تلاش کیا
جب نا امیدی ہو گئی تو بکریاں لیکر گھر کو آگئے اور یہ سمجھ لیا کہ اُن کو بھیڑیا یا شیر کھا
گیا ہے مدت کے بعد صحیح سالم آگئیں اور بکریوں میں خوب توالد تناسل ہوا
تو دیکھئے یہ ایک عورت تھی جس نے کسی بات کی فکر نہ کی جب حج کا ارادہ کر لیا سب
کام بیچ ہی میں چھوڑ دیا۔ تو جو مرد عورت سے بھی کم ہو وہ کیا مرد ہے پس سب
مشاغل بیچ میں چھوڑ دو اور کام کا ارادہ کر لو ورنہ کیا اطمینان ہے کہ آئندہ سال
تمکو موقعہ ملے یا نہ ملے حدیث میں ہے من اراد الحج فلیعجل جو حج کا قصد کرے اُسکو
جلدی کرنا چاہئے اور ہمارے ائمہ تصریح کرتے ہیں کہ حج میں تاخیر کرنے سے ایک دو سال

تک تو گناہ صغیرہ کا گناہ ہوتا ہے اور اس کے بعد اصرار میں داخل ہو کر گناہ کبیرہ ہو جاتا ہے مگر جب حج کر لیگا تو یہ تاخیر کا گناہ بھی معاف ہو جائیگا کیونکہ اُسکو گناہ اسی لئے تھا کہ فوت کا خطرہ تھا اور یہ خطرہ میں حج کو ڈال رہا تھا اور جب خطرۂ فوت مرتفع ہو گیا اب گناہ بھی مرتفع ہو گیا یہ سب درمختار و ردالمحتار میں مذکور ہے یہ ہے حضرات ائمہ کا اجتہاد جسمیں کیسے دقائق کی رعایت ہے جو لوگ آجکل اپنے آپ کو مجتہد سمجھتے ہیں وہ ایسے اجتہاد کی نظیر لائیں اور جب وہ ایسا اجتہاد اپنے اندر نہیں پاتے تو اُن کے عمل بالحدیث کا حاصل یہ ہوا کہ وہ کامل مجتہد کی تقلید چھوڑ کر ناقص مجتہد کی تقلید کرتے ہیں یعنی اپنے فہم کا اتباع کرتے ہیں جسکو ائمہ کی فہم سے کچھ بھی نسبت نہیں کانپور میں ایک طالب علم نے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھی تو میں نے اُس سے سوال کیا کہ تم نے امام کے پیچھے قراءت کیوں کی کہا مولوی عبدالحی صاحب نے لکھا ہے میں نے کہا سبحان اللہ کیا مولوی عبدالحی صاحب امام ابو حنیفہ سے بھی بڑھے ہوئے ہیں کہ امام کی تقلید چھوڑ کر اُنکی تقلید کرنے لگے یہی حال ان مدعیان عمل بالحدیث کا ہے کہ ائمہ اربعہ کو چھوڑ کر علامہ شوکانی ۲۸
وغیرہ کی تقلید کرتے ہیں ایک سفر میں ایک غیر مقلد میری ساتھ ہوئے مگر تھے منصف اُن کو شک تھا کہ ائمہ کی تقلید واجب کیوں ہے جب کہ ہم بھی عربی پڑھکر قرآن و حدیث کو سمجھ سکتے ہیں میں نے کہا کہ آپ کو اجتہاد فی القرآن والحدیث جائز نہیں کیونکہ آپ کو اجتہاد کا درجہ حاصل نہیں اور میں اجتہاد کی حقیقت آپ کے سامنے ایک مثال میں بیان کرتا ہوں بتلایئے اگر دو شخص سفر میں ہوں جو علم میں فقہ میں عمر میں نسب و تقویٰ میں برابر ہوں اور انمیں سے ایک کو غسل کی حاجت ہو گئی اور دوسرے کا وضو ٹوٹ گیا اور جنگل میں پانی نہیں ہے دونوں نے تیمم کیا ایک نے غسل کا تیمم کیا دوسرے نے وضو کا تو انمیں امامت کیلئے افضل کون ہے کہا تیمم وضو والا افضل ہے کیونکہ اُس کا حدث اصغر ہے تو اُسکی نجاست حکمیہ اخف ہے اور دوسرے کی اشد اور طہارت دونوں کو یکساں حاصل ہوئی اسلئے تیمم وضو والا اطہر ہے میں نے کہا کہ فقہاء نے تیمم غسل والیکو امامت کیلئے افضل فرمایا ہے کیونکہ غسل وضو سے افضل ہے۔

آمجھ

اور افضل کا خلیفہ غیر افضل کے خلیفہ سے افضل ہے اب ان دونوں اجتہادوں میں موازنہ کر لو اس جواب کو سنکر وہ مان گئے کہ واقعی ہم لوگ اجتہاد نہیں کر سکتے یہ فقہاء ہی کا کام تھا انہی کی تقلید واجب ہے صاحبو! اجتہاد کیواسطے اُسکی ضرورت نہیں کہ وہ دوسروں سے زیادہ احادیث کا حافظ ہو بلکہ اجتہاد کی ایسی مثال ہے جیسے ایک شخص حسین ہو مگر ظاہر میں اُس کا حُسن دوسروں کے حُسن سے زیادہ نہ ہو لیکن اس میں ایک آن ہے جو دوسروں میں نہیں ہے اسلئے وہ سب حسینوں سے بڑھا ہوا ہے اور اُسکے سامنے سب حسین گرد ہو گئے ہیں اسی کو عارف فرماتے ہیں

شاہد آں نیست کہ موئے و میانے دارد — بندۂ طلعت آں باش کہ آنے دارد

حضرات فقہاء واقعی امت کیلئے رحمت ہیں اُنہوں نے جیسا دین کو سمجھا ہے کسی فرقہ نے نہیں سمجھا اسی طرح حضرات صوفیہ کرام اپنے فن کے امام ہیں احکام متعلقہ قلب کو صوفیہ سے زیادہ کوئی نہیں سمجھا بہرحال جو شخص حج میں تاخیر کرتا ہے وہ گناہ صغیرہ
کا ابتداءً اور کبیرہ کا اصرار کے بعد مرتکب ہوتا ہے اور اگر اسی حالت میں مرگیا تو اُس کے ۲۹
واسطے حدیث میں بڑی سخت وعید ہے کہ جس شخص پر حج فرض ہو گیا ہو پھر وہ حج نہ کرے اور اسی حال میں مرجائے تو کچھ بعید نہیں کہ وہ نصرانی مرے یا یہودی ہو کر مرے جو لوگ حج کر چکے ہیں وہ تو بیفکر رہیں ہاں جن پر حج فرض ہو اور ابھی تک نہ کیا وہ جلدی کریں اور زندگی پر اطمینان نہ کریں کیونکہ بعض لوگ پار سال رمضان میں زندہ تھے اور اس سال نہ تھے میرے گھر میں کی ایک لڑکی شاگرد ہے وہ رمضان کے ختم پر کہنے لگی کہ دیکھئے اگلا رمضان کس کو نصیب ہو کسکو نہ ہو میرے گھر میں سے کہنے لگیں کہ تو تو ابھی بچی ہے ان شاء اللہ اگلا رمضان پالے گی ہاں ہم جیسوں کو البتہ خطرہ ہے اُس نے جواب دیا کہ میں تو یہ دیکھتی ہوں کہ اس سال میری بہن ساتھنوں میں سے کئی مر چکی ہیں جو پار سال رمضان میں زندہ تھیں اور اس سال نہ تھیں اور آپ کی بہن ساتھنیں سب زندہ و سلامت ہیں ایک بھی کم نہیں ہوئی اس لئے آجکل جوانوں کو زیادہ خطرہ ہے طاعون ہیضہ اور بخار دق میں جوان ہی زیادہ مرتے ہیں اب میں

اس حدیث کے متعلق چند باتیں بیان کر کے ختم کرتا ہوں کیونکہ مقصود تو پورا ہو چکا اب
صرف تتمہ باقی ہے اس حدیث کے متعلق ایک مسئلہ تو بیان کرنا ہے کہ یغفر ما کان
قبلہ میں لفظ ما بظاہر عام ہے مگر یہ اپنے عموم پر باقی نہیں اس سے حقوق العباد مستثنیٰ
ہیں کیونکہ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ اگر میں شہید ہو جاؤں تو
میرے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے حضور نے فرمایا ہاں سب معاف ہو جائیں
گے اسکے بعد حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا یا رسول اللہ الا الدین مگر دین یعنی
حق العباد معاف نہ ہوگا حضور نے سائل کو واپس بلایا اور فرمایا الا الدین فان جبرئیل
قال لی آنفا مگر دین معاف نہ ہوگا حضرت جبریل نے مجھ سے ابھی فرمایا ہے (قلت
واخرج الحاکم فی مستدرکہ عن عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرفوعاً
قال یغفر للشہید کل ذنب الا الدین وصححہ ہو والذہبی ص ج ۱۱۹/۱) پس جب شہادت سے
بھی دین معاف نہیں ہوتا حالانکہ شہادت کا درجہ بہت بڑا ہے تو حج سے بھی دین معاف
نہ ہوگا اور اس حدیث سے ایک مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ اگر مسئلہ بیان کرنے میں کچھ کوتاہی ۳۰
ہو جاوے تو اسکی تلافی اور تدارک بعد میں کر دینا چاہیئے اور اگر کوئی ہمکو کوتاہی پر متنبہ
کرے تو فوراً اپنی کوتاہی کا اقرار کر لینا چاہیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی
کہ جب آپ سے کوئی سوال کرتا اور آپ کو جواب معلوم نہ ہوتا صاف فرما دیتے کہ جبریل
علیہ السلام سے پوچھکر بتلاؤنگا اسی طرح حضرات صحابہ سے جب کوئی کافر سوال کرتا اور
اُن کو جواب معلوم نہ ہوتا صاف فرما دیتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھکر بتلائینگے
مگر آجکل یہ مرض عام ہے کہ کسی سوال کے جواب میں لا ادری نہ کہیں گے اور کبھی
اپنی غلطی یا کوتاہی کا اقرار نہ کریں گے اسی واسطے آجکل مناظرہ جائز نہیں کیونکہ مناظرہ
وہ جائز ہے جو اظہار حق کیواسطے ہو اور جب فریقین نے یہ ٹھان لی ہے کہ ہر مسئلہ میں
بولے جاوینگے خواہ اسکی تحقیق ہو یا نہ ہو اور اپنی غلطی و عجز کا کبھی اعتراف نہ کریں گے تو
اس صورت میں اظہار حق کہاں اِذا فات الشرط فات المشروط۔ ہندوستان کے اکثر
مدرسین میں بھی یہ بڑا مرض ہے کہ اپنی غلطی کا کبھی اعتراف نہ کریں گے اگر کسی مقام کی

غلط تقریر زبان سے نکل گئی اور طالب علم نے کہدیا کہ اس مقام کی یہ تقریر نہیں بلکہ صحیح
تقریر یہ ہے تو کبھی طالب علم کی بات کو نہ مانیں گے برابر رد کئے جائیں گے یہانتک کہ
ایسی جھک جھک میں سبق کا وقت ختم ہو جاتا ہے انکو اس حدیث سے سبق لینا چاہئے کیا
ان کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے بھی بڑھ گیا حضورؐ تو ایک جواب دیکر
حضرت جبرئیلؑ کے مطلع کرنے سے علی الاعلان اپنے جواب کا ناتمام ہونا ظاہر فرمائیں اور
تم کبھی اپنی کوتاہی کو ظاہر نہیں کرتے ہمارے اُستاد مولانا محمد یعقوب صاحب قدس سرہٗ
کی یہ حالت تھی کہ اگر درس میں کسی ادنیٰ طالب علم نے بھی حضرت کی تقریر پر اعتراض
کر دیا اور اُسکا اعتراض معقول ہوا تو فوراً اپنی غلطی کا اعتراف فرما لیتے اور کئی کئی بار یہ فرماتے
رہتے کہ ہاں واقعی مجھ سے غلطی ہوئی تم نے صحیح سمجھا یہانتک کہ طالب علم شرمندہ ہو جاتا اور
اس سے ایسی عظمت مولانا کی طلبہ کے دلمیں پیدا ہوتی تھی کہ تاویل کرنیوالے مدرسین کو اُسکا
دسواں حصہ بھی نصیب نہیں ہو سکتی البتہ مدرسین عرب کا مذاق وہی ہے جو حضرت اُستاد کا مذاق
۳۱ تھا وہ کبھی اعتراف خطا سے نہیں شرماتے بہرحال الحج یہدم ما کان قبلہ سے ایک تو دیون
(یعنی حقوق العباد و حقوق اللہ از قسم صلوٰۃ فائتہ و صوم فوت شدہ و زکوٰۃ واجبہ سابقاً وغیرہا)
مستثنیٰ ہیں دوسرے کبائر مستثنیٰ ہیں جو حج سے کبائر معاف نہیں ہوتے صرف صغائر[عہ]
معاف ہوتے ہیں کیونکہ قرآن میں ہے الحسنات یذھبن السیئات کہ نیک کام بُرے
کاموں کو مٹا دیتے ہیں اور قرآن ہی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سیئات سے مراد

عہ قلت ولکن الجمہور علی خلافہ فقد قال الحافظ فی الفتح فی شرح حدیث ابی ہریرۃ مرفوعا من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق
رجع کیوم ولدتہ امہ ای بغیر ذنب ظاہرہ غفران الصغائر والکبائر والتبعات وہو من اقوی الشواہد لحدیث العباس
بن مرداس السلمی المصرح بذلک اھ (ج ۳ ص ۳۰۳) قلت وحدیث العباس بن مرداس ہو ما اخرجہ ابن ماجۃ فی دعائہ
صلی اللہ علیہ وسلم لامتہ عشیۃ عرفۃ فاستجیب لہ الا فی التبعات فیما بینہم فلما اصبح بالمزدلفۃ اعاد الدعاء فاجیب الی
ما سأل وسیاق ذکرہ وقال فی غنیۃ الناسک نقلا عن رد المحتار والمنحۃ فالحج یہدم ما کان قبلہ من الصغائر و
کذا الکبائر دون الحقوق کالدین والمغصوب وقضاء الصلوٰۃ ونحوہا نعم ما یتعلق بہا من الکبائر کالمطل وفعل الغصب
وتاخیر الصلوٰۃ تسقط واما نفس الحقوق فلا قائل بسقوطہا مع القدرۃ علیہا بعد الحج فافہم اھ مخلصا (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

صغائر ہیں چنانچہ ارشاد ہے ان تجتنبوا کبائر ما تنهون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم یہاں
سیئات کو کبائر کے مقابلہ میں لانا اس کی دلیل ہے کہ مراد صغائر ہیں پس معلوم ہوا کہ
اعمال حسنہ سے صرف صغائر معاف ہوتے ہیں کبائر معاف نہیں ہوتے جب تک کوئی
دلیل نہ ہو اور ہجرت سے بھی صغائر ہی معاف ہوتے ہیں کبائر معاف نہیں ہوتے البتہ
اسلام سے سب گناہ معاف ہوجاتے ہیں صغائر بھی کبائر بھی مگر حقوق معاف نہیں ہوتے
کیونکہ ذنوب اور ہیں حقوق اور ہیں اسلام و اعمال صالحہ سے ذنوب معاف ہوجاتے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) او اخر القضاء ای قضاء الصلوات بعدہ اثم اجماعاً واما من مات قبل القدرۃ علی ادائہا فیجاز ان یقال
بسقوط نفس الحقوق ایضاً اذ کان من نیتہ ادائہا اما حق اللہ تعالیٰ فظاہر واما حق العبد ولیس فی ترکتہ ما یفی بہ فالله
یرضی خصمہ عنہ وہذا محمل حدیث ابن ماجہ بالنسبۃ الی الحقوق وہو وان ضعف فلہ شواہد تصحح لکن المسئلۃ ظنیۃ فلا یجوز القطع
بتکفیر الحج لحقوقہ فضلا من حقوق العباد کما فی التوبۃ واما اثم المطل فی تاخیر الصلوٰۃ فیما قبل الحج وکذا سائر الکبائر ونحا لفاتہ للہ
تعالیٰ فیکفرہا الحج کالتوبۃ الی ان قال فقد ظہر مما قررنا ان الحج کالتوبۃ فی تکفیر الکبائر سواء تعلقت بحقوق اللہ تعالیٰ او بحقوق
۳۲ العبد فیکفر الحج الذنب ویبقی حق اللہ تعالیٰ وحق العبد فی ذمتہ ان کان ذنبا یترتب علیہ حق احدہما والا فلا یبقی علیہ شی اھ ص۳۰۱
فدل علی ان الحج کالتوبۃ فی تکفیر الذنوب کلہا دون الحقوق واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ جامع قلت ان اشرف علی لادلیل فی حدیث العباس
بن مرداس علی تکفیر الحج للتبعات لانہ لیس فیہ ان دعاءہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لتکفیر الحج للذنوب لان معنی الحدیث ان اللہ تعالیٰ
کان لم یخبرہ صلی اللہ علیہ وسلم من نجاۃ اہل التبعات فدعا فاجاب اللہ تعالیٰ فی نجاتہم بعد العقوبۃ او قبلہا ۱۲۔ اشرف۔
عــہ قلت لادلیل فیہ علی نفی تکفیر الکبائر فان اذہاب السیئات لا یستلزم عدم اذہاب الکبائر الا اذا قام الدلیل
علی الحصر ولا دلیل علیہ فغایتہ ما فیہ الآیۃ ساکتۃ من اذہاب الکبائر فاذا ثبت بالحدیث اذہاب بعض الحسنات
الکبائر ایضا کالقتل فی سبیل اللہ والحج ونحوہما فلا مانع من القول بہ واللہ اعلم ۱۲ ظ قلت قد علمت عدم الدلیل
علی تکفیر الکبائر ولا یثبت حکم بدون الدلیل فبقی الاقتصار علی الصغائر ۱۲ اشرف۔
عــہ قلت ولکن جعلہ صلی اللہ علیہ وسلم الثلاثۃ ہادمۃ لما قبلہا یدل علی کونہا جمیعا ہادمۃ للصغائر والکبائر من
الذنوب معاً واما الحقوق فلا ولکن لما کان الکافر غیر مخاطب بالشرائع لم یتعلق بذمتہ من حقوق اللہ تعالیٰ من الصلوٰۃ
والصوم شیٔ فلا یبقی علیہ بعد الاسلام الا حقوق العباد من الدین ونحوہ ۱۲ ظ قلت جعلہ صلی اللہ علیہ وسلم الثلاثۃ
ہادمۃ لا یدل علی کون شان الہدم متماثلا فی جمیعہا لان الاقتران فی الذکر لا یدل علی الاقتران فی الحکم ۱۲ اشرف

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا والا نامہ ۱/۰

تمام علمائے اسلام اور تمام مسلمانوں کی پسندیدہ

نہایت معتبر حج کی کتابیں

معلم الحجاج عکسی

معلم الحجاج وہ بہت مشہور و معروف حج کی کتاب ہے اسی کتاب سے اسی کتاب کے مضمونوں سے اسی ترتیب کے ساتھ مدد لے کر سیکڑوں کتابیں لوگوں نے بنالی ہیں۔ اس کتاب میں سنت کا طریقہ حج کی تمام دعائیں اور تمام مسائل اور طواف کے ساتوں چکروں کی دعائیں۔ حج افراد، حج تمتع، حج قران۔ حج بدل اور عمرہ کا طریقہ اور جملہ مسائل اور تمام جگہ پڑھنے کی تمام دعائیں۔ آب زمزم پینے کا طریقہ اور دعائیں۔ سعی صفا مروہ کا طریقہ اور دعائیں عرفات۔ یعنی حج کے تمام جگہ کے مسائل اور دعائیں مغرب اور عشاء کی نماز مزدلفہ میں جمع کرنا اور منیٰ کا تین روزہ قیام۔ تینوں روز جمرات یعنی شیطانوں کو کنکریاں مارنے کا طریقہ اور دعائیں اور طواف زیارت کرنا۔ مدینہ منورہ اور اس کا طریقہ اور روضہ پاک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر سلام عرض کرنے کے پورے پورے سلام اور دعائیں اور طریقے۔ غرضیکہ سفر حج میں جس قدر بھی مسئلے اور دعائیں اور باتیں پیش آنے والی ہیں سب اس کتاب میں موجود ہیں۔ جن کو ارادہ حج کا ہو وہ آج ہی سے اس کا پڑھنا شروع کردیں تاکہ تمام مسائل حج اور دعائیں اور طریقے یاد ہو جائیں اور عین وقت پر فریضہ حج ادا کرنے میں سہولت رہے اور کوئی غلطی نہ ہو جائے ضرور منگا کر اس کا مطالعہ کریں۔ طباعت عکسی نہایت عمدہ قیمت ۱۸/۰ روپے علاوہ خرچہ

حج و عمرہ و زیارت عکسی

حج کو جانے والے اکثر پریشان ہوتے ہیں۔ ان حضرات کے لئے محترم جناب الحاج نصرت علی صاحب صدیقی نے جو عرصہ ۸ سال سے سعودی عرب میں مقیم ہیں۔ یہ کتاب مرتب کی ہے اس کتاب کو ساتھ رکھنے سے آسانی اور آرام سے حج کا یہ مبارک سفر پورا ہو جاتا ہے۔ اس کتاب میں بہت ضروری مشورے اور مفید معلومات جمع کی ہیں مع حج، عمرہ، زیارت روضہ اقدس حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ضروری مسائل۔ طواف کی دعائیں، متبرک مقامات، مساجد، مزارات کا حال بھی بہت تفصیل سے لکھا ہے آخر میں ۳۲ صفحات میں مختلف شعراء کے کلام خریداران حج و زیارت کا شوق بڑھے شامل کردیا ہے قیمت مجلد بکس بورڈ ۱۲/۰

آسان حج و عمرہ عکسی جیبی

اس آسان حج و عمرہ میں محترم الحاج نصرت علی صاحب صدیقی نے حج و عمرہ کے مسائل وغیرہ کو مختصر کرکے جمع فرمایا ہے مع حج کے پانچ دن معہ مکمل نماز اور تمام دعائیں اور روضہ اقدس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام سلام اور دعائیں یہ آسان حج جیب (پاکٹ) میں ہر وقت رہنے کے قابل ہے اس قابل ہے کہ مالدار حضرات تقسیم کرکے ثواب حاصل کریں۔ قیمت ۵/۰

حج و زیارت جیبی عکسی

اس کتاب میں تمام جگہ کی۔ طواف کی سعی صفا مروہ کی دعائیں اور روضہ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے درود و سلام اور آخر میں مختصر نماز و دعائیں یہ اس قابل ہے کہ اس کو ضرور تقسیم کرکے ثواب حاصل کریں۔

قیمت ۱/۰

مسلمانوں کا عروج و زوال یعنی بیان الاہرار ترجمہ اردو تاریخ الخلفاء ۲۰/۰

شب برات ۱/۰

بنیان المشید عکسی جدید ۲۵/۰

الفضائل والاحکام للشہور والایام ۶/۰

اصلی بہشتی زیور کامل (دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمادیں آمین ثم آمین)

ملفوظات کمالات اشرفیہ

۱۴۳۵ ملفوظات کا مجموعہ مجلد اعلیٰ ۵۰/۰

شریعت اور طریقت ۲۷/۰

حیات اشرف سوانح عمری حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۵/۰

مرج البحرین فی ذکر شہادۃ الحسنین ۴/۰

اعمال قرآنی کامل بہ سہ حصص ۸/۰

ثبات الستور لذوات الخدور یعنی پردہ شرعی ۴/۰

زاد السعید (مجموعہ درود شریف) ۵/۰

عقد نامل (گنتی کا مسنون طریقہ) ۴/۰

مصیبت کے بعد راحت ۲/۰

جمال القرآن ۳/۰

فضائل درود شریف کی خاص کتاب "زاد السعید" از مولانا تھانوی ۵/۰

وہابی کی پہچان ۲/۰

احوال الآخرت یعنی قیامت کا سچا فوٹو

طب روحانی عملیات کی بہترین کتاب ۸/۰

فضائل والاحکام للشہور والایام

پردہ شرعی یعنی ثبات الستور اس کتاب میں صحیح احادیث سے پردہ کی تاکید اور بے پردگی کے برے نتائج جمع فرمائے ہیں تاکہ تمام مسلمان بے پردگی سے باز آجائیں تمام مسلمان یہ کتاب ضرور منگائیں۔ قیمت چار روپیہ علاوہ خرچہ ڈاک

حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

مکمل و مجلد مواعظ

مواعظ اشرفیہ کے بارہ حصے ۱۲ (مجلد اعلیٰ) در چھ جلد

قیمت: چھ سو روپیہ ۶۰۰/ علاوہ خرچہ ڈاک

دعوات عبدیت کامل کے نو۹ حصے مجلد اعلیٰ در چار جلد

قیمت: چار سو پچاس روپیہ ۴۵۰/ علاوہ خرچہ ڈاک

(نوٹ بڑے مواعظ اشرفیہ) مواعظ اشرفیہ کے ساتھ حصے سفید کاغذ پر ہیں بقیہ حصے اخباری کاغذ پر۔

(نوٹ بڑے دعوات عبدیت) دعوات عبدیت کے پانچ حصے سفید کاغذ پر ہیں بقیہ حصے اخباری کاغذ پر۔

شریعت اور طریقت اس کتاب کے جلد مندرجہ میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کے افادات کا مجموعہ ہے اس میں شریعت طریقت حقیقت معرفت بیعت اخلاق مجاہدات اذکار و اشغال مراقبات احوال توجیہات تعلیمات مسائل مع دلائل و حقائق مسائل کے لیے طریق عمل مندرج ہیں جو قرآن مجید و احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر تصانیف علماء محققین اولیاء کرام کی روشنی میں مرتب کی گئی ہے اس طرح یہ کتاب اسلامی تصوف و سلوک اصول و فروع کا ایک جامع و مدلل ذخیرہ ہے شاید ہی تصوف کا کوئی اہم مسئلہ ہوگا جس پر اس کتاب میں روشنی ڈالی نہ ہو۔ اس کے مطالعے سے اسلامی تصوف و سلوک کے متعلق ہر قسم کی غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں تزکیہ نفس تہذیب اخلاق اصلاح اعمال کا طریقہ نہایت واضح اور آسان ہو جاتا ہے اور یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ شریعت و طریقت میں کوئی تضاد نہیں اس کتاب کا ہر مسلمان کے پاس ہونا ضروری ہے۔ مجلد ڈسٹ کور قیمت ۲۱/ علاوہ خرچہ ڈاک

تمام خلفاء راشدین چاروں خلفاء یعنی حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے لیکر سنہ ۹۰۲ھ تک کے حالات اور سوانح عمریاں دیکھنا ہوں تو علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب **تاریخ الخلفاء** کا بامحاورہ اردو ترجمہ **بیان الامراء** کا مطالعہ کیجیے۔ اس میں امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے لیکر حالات شروع کئے گئے ہیں اور خلافت راشدہ پھر حالات سلاطین بنو امیہ پھر بنو عباس پھر مسلمانوں کا عروج و فتوحات پھر مسلمانوں کا زوال پھر خروج چنگیز خاں تاتاری پھر تاتاریوں کا مسلمان ہونا کی فتح، غرضکہ سنہ ۹۰۲ھ تک کے حالات درج ہیں اس میں تقریباً ۷۰ خلفاء و سلاطین کے حالات ہیں یہ ترجمہ مولانا شبیر احمد صاحب کا کیا ہوا ہے یہ اسی کتاب کا بامحاورہ اردو ترجمہ ہے جو اکثر مدارس میں داخل درس ہے۔ اگر آپ کو اس کتاب کے مطالعہ کا شوق ہو اور آپ خلفاؤں کے حالات و سوانح عمریاں معلوم کرنا چاہیں تو صرف خط لکھ کر منگوالیں۔ قیمت: ۳۰/ روپے علاوہ خرچہ ڈاک

ملنے کا پتہ: محمد عبدالمنان غفرلہٗ دفتر الابقاء مکتبہ تھانوی مسافر خانہ بندر روڈ۔ کراچی نمبر ۱

فون نمبر ۲۷۵۲۰۷